ہفت روزہ
# ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
7
21 تا 27 صفر المظفر 1430ھ/17 تا 23 فروری 2009ء

## دوسری قوموں کی نقالی

اگر کوئی شخص اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایت سے بے پروا ہو کر کہتا ہے کہ فلاں بات اس لئے اختیار کی جائے کہ وہ انگریزوں میں رائج ہے اور فلاں بات اس لئے قبول کی جائے کہ فلاں قوم اس کی وجہ سے ترقی کر رہی ہے، اور فلاں بات اس لئے مانی جائے کہ فلاں بڑا آدمی ایسا کہتا ہے، تو ایسے شخص کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ یہ باتیں ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ مسلمان ہو اور مسلمان رہنا چاہتے ہو تو ہر اس بات کو اُٹھا کر دیوار پر دے مارو جو اللہ اور رسول ﷺ کی بات کے خلاف ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اسلام کا دعویٰ تمہیں زیب نہیں دیتا۔ زبان سے کہنا کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کو مانتے ہیں، مگر اپنی زندگی کے معاملات میں ہر وقت دوسروں کی بات کے مقابلہ میں اللہ اور رسول ﷺ کی بات کو رد کرتے رہنا، نہ ایمان ہے نہ اسلام، بلکہ اس کا نام منافقت ہے۔

**ایمان کی کسوٹی**
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

## اس شمارے میں

اِس آگ کو گل و گلزار میں بدل دو
توبہ کی فضیلت و اہمیت
باراک اوباما ہی امریکی صدر کیوں؟
ایک کامل مشابہت
ہم نے آزادی سے فائدہ......
افتخار محمد چودھری کے "جرائم"
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

# سورۃ الاعراف

(آیات:59تا68)

الھدیٰ (359)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿59﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ
قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿60﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿61﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ
وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿62﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿63﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿64﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿65﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿66﴾
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿67﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿68﴾﴾

”ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا۔ تو انہوں نے (اُن سے) کہا اے میری برادری کے لوگو اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا (بہت ہی) ڈر ہے۔ تو جو ان کی قوم میں سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تمہیں صریح گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے قوم مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں ہے بلکہ میں پروردگار عالم کا پیغمبر ہوں۔ تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھ کو اللہ کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کے ہاتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آئی تا کہ وہ تم کو ڈرائے۔ اور تا کہ تم پرہیزگار بنو اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ مگر ان لوگوں نے اُن کی تکذیب کی۔ تو ہم نے نوح کو اور جو اُن کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اُن کو تو بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُنہیں غرق کر دیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ اندھے لوگ تھے۔ اور (اسی طرح) قوم عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ بھائیوں خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں؟ تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ تم ہمیں احمق نظر آتے ہو اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھائیو مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں۔ میں تمہیں اللہ کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔“

اللہ تعالیٰ نے نوح کو فریضہ رسالت کی ادائیگی پر مامور کر کے اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے قوم سے کہا کہ اللہ کی پرستش اور بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اُن پر واضح کیا کہ اگر تم اپنے مشرکانہ افعال سے باز نہ آئے تو تم پر بڑا عذاب آجائے گا۔ اس پر اس کی قوم کے سرداروں نے کہا، ہمارا تو خیال ہے تم کہیں بھٹک گئے ہو اور اس طرح کی باتیں کر رہے ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے پھر نرمی کے ساتھ کہا اے میری قوم کے لوگو! میں بہکا نہیں ہوں، میرا دماغ نہیں چل گیا بلکہ میں تو تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں، مجھے اس خدمت پر مامور کیا گیا ہے کہ میں تمہیں خبردار کر دوں، میں تو تمہیں اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں تمہاری بھلائی چاہتا ہوں، آنے والے عذاب سے تمہیں بچانے کی فکر کر رہا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیزیں معلوم ہیں جو تمہیں معلوم نہیں ہیں۔ آنے والے دنوں میں جو بڑی تباہی آنے والی ہے مجھے تو اس کا اندازہ ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو گیا ہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے ہاں ایک یاد دہانی تمہارے ہی ایک فرد کے ذریعے آگئی ہے۔ تا کہ وہ تمہیں خبردار کرے اور تا کہ تم بچ سکو اور تم پر رحم کیا جائے۔ مگر قوم نے اُن کی پرسوز دعوت کو جھٹلا دیا۔ ساڑھے نو سو سال کی دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں یہ بہت ہی کم لوگ تھے جو ایمان لائے تھے۔ چنانچہ انکار حق کی پاداش میں اللہ نے قوم پر عذاب نازل کیا، اللہ نے اس عذاب سے حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کو جو کشتی میں تھے بچا لیا۔ جنہیں عذاب میں گرفتار کیا گیا اُن کے متعلق فرمایا کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا تھا، یقیناً یہ لوگ اندھے تھے، جنہوں نے حقائق سے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔

قوم نوح علیہ السلام میں سے وہ لوگ جو بچ گئے تھے، اُن میں سے ہی ایک قوم اٹھی جو اُن کے بیٹے حضرت سام کی اولاد میں سے تھی۔ اُن میں ایک بڑی شخصیت کا نام عاد ہے۔ اس شخصیت سے پھر قوم عاد وجود میں آئی۔ اور قوم عاد کی طرف ہم نے اُن کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے بھی یہی کہا ”اے میری قوم کے لوگو اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ باز نہیں آتے ہو۔ اس پر قوم کے سرداروں نے جو انکار کی روش اختیار کیے ہوئے تھے کہا، ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ تم کسی حماقت میں مبتلا ہو گئے ہو اور ہمارا گمان ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو سب جھوٹ ہے، تم پر کوئی وحی وغیرہ نہیں آتی ہے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے میری قوم کے لوگو سنو، غور کرو اور سمجھو، مجھ پر کوئی حماقت مسلط نہیں ہوئی۔ بلکہ میں تو تمام جہانوں کے پروردگار کی جانب سے رسول ہوں، میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں۔ میں تمہارا خیر خواہ، امانت دار ہوں وہی بات تمہیں پہنچا رہا ہوں جو اللہ کی طرف سے آرہی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

## اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْ تَبْذُلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَّكَ وَاَنْ تُمْسِكَهٗ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے آدم کے فرزند! اللہ کی دی ہوئی دولت جو اپنی ضرورت سے فاضل ہو اس کا راہ خدا میں صرف کر دینا تمہارے لیے بہتر ہے اور اس کا روکنا تمہارے لیے برا ہے، اور ہاں گزارے کے بقدر رکھنے پر کوئی ملامت نہیں۔ اور سب سے پہلے ان پر خرچ کرو جن کی تم پر ذمہ داری ہے۔“

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

# ندائے خلافت

جلد 18 | 21 تا 27 صفر المظفر 1430ھ | 17 تا 23 فروری 2009ء | شمارہ 7

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجزؔ

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا--------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے



"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں


اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اس آگ کو گل و گلزار میں بدل دو

ہمارے شمال مغرب میں لگی ہوئی آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور تیزی سے آگے بھی بڑھ رہے ہیں۔ امریکی ڈرون حملے بھی ہلاکتوں کا سبب بن رہے ہیں۔ فضائیہ کی بمباری اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی گولہ باری بھی جاری ہے۔ توپوں کے دہانے بھی کھلے ہیں اور انسانی لاشوں کے کشتوں کے پشتے لگ رہے ہیں۔ آباد بستیاں اور بارونق بازار کھنڈروں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ زندگی کیا شے ہے؟ موت سے بدتر ہو جائے تب بھی عزیز ہوتی ہے۔ ایک ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ کسی خودکشی کرنے والے شخص کی ذہنی حالت مکمل طور پر درست نہیں ہوتی وگرنہ یہ فعل ممکن نہیں۔ اِس عزیز تر شے کو بچانے کے لیے لاکھوں بوڑھے، جوان، عورتیں اور مرد سروں پر گٹھڑیاں رکھے منزل نامعلوم ہونے کے باوجود چلے جا رہے ہیں۔ گھاس پھوس کی بنی جھونپڑی ہو یا شیش محل ہو، ہجرت مکانی انسان کا آخری فیصلہ ہوتا ہے۔

حیرت کی بات ہے جو اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، جو بندگی رب کا دعویٰ کرتے ہیں، جو دوسروں کو طاغوت قرار دیتے ہیں، اُن کے بارے میں بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ اشرف المخلوقات کو جانوروں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر سمجھانے بجھانے کی بجائے گولی کی زبان میں بات کرتے ہیں، جیسے انسانی زندگی ارزاں ترین شے ہو۔ سکولوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں کہ عورتوں کا علم حاصل کرنا جرم ہے۔ عورت کتنی ہی مجبور کیوں نہ ہو، اُس کے گھر فاقے پڑتے ہوں، تب بھی وہ باپردہ ہونے کے باوجود بچیوں کو تعلیم دینے اور زیر کفالت افراد کی دو وقت کی روٹی کے لیے باہر نہیں نکل سکتی۔ اگرچہ یہ باتیں اُس میڈیا کے ذریعے پہنچ رہی ہیں جو مغرب کے یا مغرب زدگان کے کنٹرول میں ہے۔ یقیناً اِس معاملہ میں حقائق کو توڑا مروڑا گیا ہوگا، لیکن اگر کچھ نہ کچھ درست ہے، تب بھی انتہائی افسوسناک ہے اور اگر یہ صریحاً غلط ہے تو جھوٹا الزام لگانے والوں کی بھرپور اور زوردار تردید کیوں نہیں کی جا رہی۔ یہ اعلان خاصا تشویشناک اور شبہ کو بڑھاتا ہے کہ F.M ریڈیو سے اعلان کیا جا رہا ہے کہ 9 سال کی بچیوں اور چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کرنے کی اجازت ہے۔

ہم اُن لوگوں کی باتوں کو تو کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں جو سیکولرازم کے سمندر میں غوطے کھا رہے ہیں یا مغرب اور اُس کی ٹیکنالوجی میں ترقی سے اتنے مرعوب ہو چکے ہیں اور اُن کی قوت سے اتنے خوف زدہ ہیں کہ وہ طاغوت کے حضور سربسجود ہونے کو ہی اپنے لیے عافیت سمجھتے ہیں، لیکن صورت حال اتنی گھمبیر اور پیچیدہ ہو چکی ہے کہ یہ جاننا دشوار ہو رہا ہے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔ شمالی و جنوبی وزیرستان، باجوڑ اور سوات میں قتل و غارت گری کا یوں بازار گرم ہے کہ نہ قاتل کو معلوم ہے کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ مقتول کو معلوم ہے کہ اُسے کیوں مارا جا رہا ہے۔ بہرحال ہم اِس مبہم صورت میں بھی اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والوں کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ کسی صورت میں بھی دائرہ شریعت سے باہر نہ نکلیں۔ ہمیں انہیں بتانے کی ضرورت نہیں، وہ جانتے ہیں، قتلِ ناحق گناہ کبیرہ ہے۔ ایک ناحق قتل ساری انسانیت کو قتل کرنے کے مساوی ہے۔ خواتین کے حصول علم کا معاملہ ہو یا چاردیواری سے باہر آنے کا، حکمت سے اور تبلیغ کے احسن ذرائع سے انہیں شریعت کے دائرے میں لایا جائے۔ ہم کبھی اُنہیں یہ مشورہ نہیں دیں گے کہ وہ نفاذِ شریعت کے مطالبہ سے ایک انچ بھی پسپائی اختیار کریں، بلکہ بڑے اصرار سے کہیں گے کہ اِس مطالبہ پر پوری استقامت سے ڈٹے رہیں، البتہ مسئلہ لائحہ عمل کا اور طریق کار کا ہے۔ کب اور کیسے قوت کا استعمال کرنا ہے، اِس کا صحیح اور درست وقت پر فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے، اِس پتھر کی دیوار سے بھی ہم اپنا سر پھوڑتے رہیں گے، حالانکہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ امریکی غلامی میں بہری، گونگی اور اندھی ہو چکی ہے۔

انتظامیہ مادی مفادات کے حوالہ سے ہر وقت ننانوے کے چکر میں رہتی ہے۔ انصاف کی کرسیوں پر بیٹھنے والے اپنی بچیوں کو اچھے نمبر دلوانے، خوبصورت اور مہنگے پلاٹوں کی نشان دہی کرنے اور ابوظہبی میں قاتلوں کی میزبانی سے لطف اندوز ہونے اور دادعیش دینے سے فراغت نہیں پا رہے ہیں، اُن کے پاس کہاں وقت ہے کہ سوات سے اٹھنے والے شعلوں کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھیں۔ ہم یہ بات دہراتے رہیں گے کہ اگر ہم نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اصلاح نہ کی تو اس بھڑکتی آگ پر قابو نہ پایا جاسکے گا۔ غریبوں کی جھونپڑیوں کو خاکستر کرنے والی آگ بالآخر تمہارے محلوں کی طرف بڑھے گی اور وہ جو تم نے یورپ اور سوئٹزرلینڈ میں جمع کر رکھا ہے، کسی وقت پاکستان کو دہشت گرد قرار دے کر مغرب کی سور خور اور سود خور قومیں شیر مادر کی طرح ہضم کر جائیں گی اور تم گھر کے رہو گے نہ گھاٹ کے۔ ع ظلم پھر ظلم ہے، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ ہوش کے ناخن لو، یہ آگ توپ وتفنگ سے نہیں بجھائی جاسکے گی۔ بھارت کو روز روز مذاکرات کی دعوت دینے والو، اپنوں سے بھی مذاکرات کرو، اُن کے سینے کی آگ بجھاؤ تو یہ آگ بھی گل وگلزار میں تبدیل ہوجائے گی۔ امریکہ، اسرائیل اور بھارت کی چالیں ناکام کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں سے صلح کرلو۔ عالم کفر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا لیکن پہلے اپنی گردن سے غلامی کا پٹہ اتار پھینکو۔ اس کے بغیر بات نہیں بنے گی۔ اور اِسے اللہ کا فضل اور اُس کی طرف سے دی ہوئی مہلت سمجھو کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔ سوچ اور فکر کی تبدیلی سے اِس آگ کو گل وگلزار میں تبدیل کردو۔

## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”مسجد عابد، حیات سرروڈ، وارڈ نمبر 11 گوجرخان“

یکم مارچ بروز اتوار نماز عصر تا 7 مارچ 09ء بروز ہفتہ نماز ظہر تک

## مبتدی تربیت گاہ

اور

6 مارچ بروز جمعہ نماز عصر تا 8 مارچ 09ء بروز اتوار نماز نماز ظہر تک

## نقباء و امراء تربیت گاہ

منعقد ہو رہی ہے۔ ان تربیت گاہوں میں ذوق وشوق کے ساتھ شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: ( مشتاق حسین 051-3516574)

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ: 0333-4311226042-6316638-6366638

## آؤ توبہ کریں!

(عثمان خاور)

آؤ توبہ کریں!
مالک دوجہاں کے حضور
آؤ توبہ کریں
التجا یہ کریں
رب کعبہ! ہمیں بخش دے
تیرے کعبے کو ہم نے عقب میں رکھا
اپنے رُخ کو کلیسا کی جانب کیا
اور مندر کو دل میں بسائے رکھا
کتنے بُت تھے جو اس میں سجا کر رکھے
اپنی اغراض کے
اور توہمات کے
ان کے آگے جھکے
ان کو سجدہ کیا
گو حرم کے مناروں سے آتی رہی
لاالٰہ کی صدا
ہم پہ طاری رہا اس بلا کا نشہ
باسٹھ برسوں سے کھوئے ہیں ہم نیند میں
حشر کے زلزلے سے بھی جاگے نہیں

اس چمن میں شگوفے کھلائے نہیں
ہم نے وعدے کیے اور نبھائے نہیں
کان قرآں پہ ہم نے لگائے نہیں
کون سے ظلم ہیں، جو کمائے نہیں
آؤ توبہ کریں!
اُس کی چوکھٹ پہ اپنی جبیں کو رکھیں
اور وعدہ کریں
خود کو خوگر بنائیں گے تسلیم کا
اپنی خلوت میں بھی، اپنی جلوت میں بھی
اپنے گھر میں بھی اور اپنے دفتر میں بھی
اور اسمبلی میں بھی اور عدالت میں بھی
شہر میں، گاؤں میں
دھوپ میں، چھاؤں میں
اُس کے آگے جھکیں
اُس کو بھولیں نہیں ہم کسی آن بھی
خاص بھی، عام بھی
فرد بھی، قوم بھی
آؤ توبہ کریں!

## دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی چشتیاں کے مقامی امیر ڈاکٹر جاوید اقبال کا حادثے میں فریکچر ہوگیا

☆ تنظیم اسلامی فورٹ عباس کے رفیق محمد جمیل فالج کے عارضے میں مبتلا ہیں اور زیر علاج ہیں

رفقاء واحباب اور قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے

# توبہ کی فضیلت و اہمیت اور شرائط

## مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! آپ کے علم میں ہے کہ حال ہی میں تنظیم اسلامی نے ہفتۂ توبہ منایا۔ اس ہفتہ کے دوران قوم کو توبہ کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اِس مہم کے اختتامی پروگرام میں اس مسجد کے نمازی حضرات نے بھی حصہ لیا اور توبہ مارچ میں شریک ہوئے۔ اِس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ مہم ہماری منزل نہیں، بلکہ یہ لوگوں کو جگانے اور انہیں قرآن وسنت کی جانب متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے۔ دیکھئے اِس وقت ہم مسلمانان پاکستان بلکہ پوری ملت اسلامیہ جس زبوں حالی کا شکار ہے اُس کی بنیادی وجہ دین وشریعت سے انحراف، بغاوت اور غداری ہے۔ اسی بنا پر آج ہمارا گھیرا روز بروز تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ اگر کسی کو یہ غلط فہمی تھی کہ باراک اوباما کے آنے سے ہمارے حالات میں کچھ بہتری آ جائے گی، تو یہ غلط فہمی اُسے اب دور کر لینی چاہیے۔ پاکستان کے حوالے سے اوباما کے عزائم بش سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ منصب صدارت پر فائز ہوتے ہی اُس نے اپنے مخصوص اہداف کی جانب پیش قدمی شروع کر دی ہے۔ اُسے "وائٹ بش" کا خطاب دیا گیا ہے، تو یونہی نہیں دیا گیا۔ اندیشہ یہ ہے کہ اوباما ہمارے لیے بش سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔ اوباما نے ایک ہی اچھی بات کی تھی، اور وہ مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے تھی۔ اگرچہ اُس کے پیچھے بھی اُن کا اپنا دیرینہ مقصد ہے۔ امریکی ہر دور میں ہم پر ایٹمی پروگرام بند کرنے کے لیے دباؤ ڈالتے رہتے ہیں۔ پرویز مشرف دور سے حکومت پاکستان کا یہ موقف رہا کہ آپ کہتے ہیں کہ ایٹمی پروگرام بند کرو، یہ بہت بڑا خطرہ ہے، ایٹمی ہتھیار "دہشت گردوں" کے ہاتھ لگ سکتے ہیں، جس سے دنیا کے امن کو نقصان پہنچے گا، لیکن ایٹمی پروگرام ہماری اُس وقت تک بنیادی ضرورت ہے جب تک کہ مسئلہ کشمیر حل نہیں ہو جاتا، تاکہ طاقت کا توازن برقرار رہے۔ اوباما نے پاکستان کی اِس دلیل کو ختم کرنے اور اُس کے ایٹمی دانت توڑنے کے لیے مسئلہ کشمیر کے حل کی بات کہی تھی، لیکن اس بیان پر انڈیا اتنا سیخ پا ہوا کہ اوباما نے اس پر سجدہ سہو کر لیا۔ چنانچہ اب سارا ملبہ پاکستان پر گرایا جا رہا ہے۔ وہ بات جو عرصۂ دراز سے ہم سنتے چلے آ رہے تھے یعنی عراق سے فوج نکال کر پاکستان کے بارڈر پر لائی جائے گی، اب اُس کی طرف پیش قدمی کا آغاز ہو گیا ہے۔ داخلی صورتحال دیکھیں، اندرون ملک ہم پہلے ایک فوجی آمر پرویز مشرف کے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے پریشان تھے۔ اُس وقت توقع کی جا رہی تھی کہ مشرف کے جانے ہی سے پاکستان کی قسمت سدھرے گی۔ لیکن اب ثابت ہو گیا کہ یہ غیر حقیقی اور سطحی سوچ تھی۔ مشرف کے جانے کے بعد ہم پر ایک ایسا شخص مسلط ہو گیا ہے، جو اُسی پرویزی ایجنڈے کو آگے بڑھا رہا ہے۔ چنانچہ اب پرویز مشرف کے دور سے بھی زیادہ بُرے حالات ہیں۔ دراصل اس طرح کے لوگوں کا مسلط ہو جانا اللہ کے عذاب کا مظہر ہے۔ اور اس عذاب کی وجہ ہماری بداعمالیاں ہیں۔ یہ بداعمالیاں انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر ہیں۔ بحیثیت مجموعی ہم انفرادی طور پر بھی دین سے دور ہیں۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کی ذہنوں میں کوئی حیثیت نہیں رہی، بلکہ ہر شخص کی پہلی ترجیح ذاتی مفاد ہے۔ دولت پرستی کا مرض بری طرح معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اجتماعی سطح پر ہماری دین سے بے وفائی کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ ساٹھ سال سے زائد عرصہ گزر جانے، اور ملک کی نوے فی صد آبادی کے مسلمان ہونے کے باوجود ہم نے یہاں دین کو قائم اور غالب نہیں کیا۔ بلکہ دستور وقانون کی سطح پر جو تھوڑی بہت اسلامائزیشن ماضی میں ہوئی بھی ہے، ہم اُسے بھی ختم کرنے کے درپے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال گزشتہ دور حکومت میں تحفظ حقوق نسواں بل کے نام سے ایک ایسے بل کی منظوری ہے، جسے تمام مکاتب فکر کے جید علماء نے قرآن وسنت کے منافی قرار دیا تھا۔ اگر ہم غور کریں ہمارے ان انفرادی اور اجتماعی جرائم کی سزا ہے جو ہمیں مل رہی ہے۔ اللہ کی نصرت اور رحمت ہم سے روٹھ چکی ہے۔ یاد رکھئے، امت افراد ہی کا مجموعہ ہے اور جب افراد کی عظیم اکثریت غلط راستے پر چل پڑے تو وہ اللہ کی رحمت ونصرت سے محروم ہو جاتی ہے۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف!

ملت کے گناہوں کی سزا دنیا میں ملتی ہے۔ مسلمان قوم جو زمین پر اللہ کی نمائندہ ہو، اللہ کی نام لیوا ہو، اللہ کی کتاب کی حامل ہو، اللہ کے رسول کی امتی ہو اور پھر بھی وہ اللہ اور اُس کے رسول سے بے وفائی کرے، دین سے غداری کرے تو اس پر دنیا میں عذاب آتا ہے۔ یہ اللہ کی سنت ہے۔ اس عذاب کو ٹالنے کا راستہ کیا ہے۔ یہ کہ امت ٹھیک ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ اِس کا آغاز فرد سے ہوگا۔ ایک شخص اگر ساری امت کو ٹھیک نہیں کر سکتا تو خود کو تو سدھار سکتا ہے، خود اپنے وجود کو تو ٹھیک کر سکتا ہے۔ پہلے آپ اپنی ذات کی اصلاح کریں اور پھر دوسروں کو جگائیں۔ انہیں اللہ کی طرف بلائیں، اس کی بندگی کی طرف متوجہ کریں، انہیں قرآن کا حیات بخش پیغام پہنچائیں، انہیں حق وسچائی کا راستہ دکھائیں۔ جب ہمارا قبلہ درست ہو جائے گا تو اللہ کی رحمت ہمارا ساتھ دے گی، اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہو گی۔ پھر دنیا میں

مسلمان دوبارہ غالب و مقتدر قوت ہوں گے اور ابلیسی قوتوں کو شکست ہوگی۔ بالفاظ دیگر ہمارے حالات میں تبدیلی اُسی وقت آئے گی جب ہم صحیح معنوں میں اپنا قبلہ درست کرلیں گے۔ بصورت دیگر رسوائی اور زبوں حالی کا یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہو سکے گا۔ قبلہ درست کرنے کے ضمن میں پہلا قدم توبہ ہے جو نقطۂ آغاز ہے۔

توبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصی اور اُس کی شانِ غفاری کا مظہر ہے۔ ایک شخص جتنا بھی گناہ کرلے، اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ اپنے گناہ گار بندے کو بھی مایوسی سے منع کرتا ہے۔ وہ اُسے راندہ درگاہ نہیں کرتا، بلکہ توبہ کے ذریعہ اُس کے لیے واپسی کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھتا ہے۔ اِس ضمن میں سورۃ الزمر کی آیات بہت امید افزا ہیں۔ فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

''(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اِس آیت کے بارے میں بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ اللہ کی رحمت کے حوالے سے قرآن مجید کی عظیم ترین آیت ہے۔ اِس میں ہمارے لئے امید کا پیغام ہے۔ حد درجہ مایوس انسان بھی جب اِس آیت کو پڑھتا ہے تو اُس کے دل میں ایک امید جاگ اٹھتی ہے۔ اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ اگر میں سچی توبہ کرلوں تو اللہ میرے گناہوں کو معاف کردے گا' خواہ وہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ جیسے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر بندہ مومن کے گناہوں کا انبار احد پہاڑ جتنا بھی ہو تو سچی توبہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتے ہیں۔

اِس آیت میں بتایا اے نبی ﷺ آپ اُن لوگوں کو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، کہہ دیجیے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اپنی جانوں پر ظلم سے مراد گناہ اور معصیت کا ارتکاب کرنا ہے۔ اس لیے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے وہ اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے۔ کل اُسے اس گناہ کی سزا بھگتنا ہوگی۔ یہاں گناہوں میں پڑے ہوئے لوگوں کو امید دلائی جا رہی ہے کہ وہ کبھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ وہ یہ یقین رکھیں کہ اللہ غفور و رحیم ہے۔ وہ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ اللہ کی رحمت بے پایاں ہے۔ کوئی شخص بھی یہ نہ سمجھے کہ میرے گناہ تو بے شمار ہیں، میں گناہوں کی دلدل میں غرق ہوں، مجھے کیسے بخشا جائے گا، اور پھر یہ سوچ کر توبہ سے غافل نہ ہو جائے اور آپ کو حالات کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے درِ توبہ کھلا رکھا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ میرے بندو تم میری طرف آؤ، اپنے گناہوں کی بخشش چاہو، تم خواہ کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ ہو، اپنے گناہوں کا اعتراف کرلو مجھ سے معافی مانگو' سچی توبہ کرلو میں تمہیں معاف کردوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کس نے سچی توبہ کی ہے اور کس کی توبہ کے اندر کھوٹ اور ملاوٹ ہے' وہ بظاہر تو توبہ کر رہا ہے' لیکن حقیقت میں توبہ نہیں کر رہا' کیونکہ اُس کا گناہ چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا مالک اور رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے' سماء دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے' اور ارشاد فرماتا ہے' کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے' میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے' میں اس کو بخش دوں۔'' (متفق علیہ) اب اگر ہم ہی اللہ تعالیٰ کی جانب اپنا رُخ نہ کریں، اپنی مغفرت نہ چاہیں، اللہ کی طرف پلٹنے کو تیار نہ ہوں تو اس میں قصور ہمارا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دے گا، لیکن اُس کے لیے ہم سے تقاضا کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ (الزمر)

''اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو، اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو، اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ، پھر تم کو مدد نہیں ملے گی۔''

توبہ کا اصل مفہوم ہی پلٹنا ہے۔ ہم اللہ کے بندے ہیں۔ ہمارا اصل راستہ اور مقصد زندگی بندگی ہے، مگر ہم بندگی کے راستے سے ہٹ گئے ہیں۔ ہم نے وہ کام شروع کردیے ہیں جو ہمارے آقا کو ناپسند ہیں۔ ہم نے اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی گانٹھنی شروع کردی۔ اُن کی تہذیب، معاشرت اور نظام زندگی کو اپنا لیا ہے، اور یوں ڈی ٹریک ہوگئے۔ توبہ یہ ہے کہ ہم اپنے اصل راستے پر واپس پلٹ آئیں، اللہ کی جانب متوجہ ہوں۔ وہ ہمیں معاف کردے گا۔ کل اختیار اُسی کا ہے۔ کوئی اُس کا ہاتھ نہیں روک سکتا کہ وہ کسی بڑے سے بڑے ظالم و فاسق شخص کو معاف کردے، بلکہ وہی تنہا معاف کرنے کا حق رکھتا ہے۔ کسی پوپ یا پادری کو یہ حق نہیں کہ جو شخص اُس کے سامنے اعتراف کرے اُسے معافی کا سرٹیفکیٹ جاری کردے...... گناہوں کی معافی کا اصل راستہ یہ ہے کہ اللہ کی جانب متوجہ ہو جاؤ، اُس کے سامنے سر تسلیم خم کردو۔ اُس کا ہر حکم سر آنکھوں پر ہو۔ یہ عہد کرو، اے اللہ جو گناہ مجھ سے ہو چکے ہیں، تو اُن پر مجھے معاف فرما دے، میں آئندہ اپنی زندگی تیری غلامی میں بسر کروں گا، ہر معاملے میں تیری ہی اطاعت کروں گا، چاہے یہ آسان لگے یا مشکل دکھائی دے، خواہ اس میں میرا فائدہ ہو یا مجھے دنیاوی نقصان نظر آتا ہو۔ آپ طے کیجیے کہ میں اپنی بیوی بیٹیوں سے شرعی پردہ کی پابندی کراؤں گا۔ میری بیوی کا دیگر نامحرموں سمیت دیور، جیٹھ سے بھی پردہ ہوگا، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ چیز بہت مشکل ہے اور والدین بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کی ناراضی کا باعث ہوگی، لیکن مجھے تو یہ کام کرنا ہے۔ اس لیے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اسی طرح میں اپنی معیشت کو سود، جوئے، رشوت اور غبن سے بچاؤں گا، خواہ اس میں مجھے کتنی ہی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ اس لیے کہ حرام مال کھانے سے انسان کی دُعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔

آگے فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾

''اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو، اس نہایت اچھی (کتاب) کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے، پیروی کرو۔''

تم نے کن چیزوں کو اختیار کرنا ہے اور کن چیزوں سے بچنا ہے، اس کا ذریعہ اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ہے، کتاب و سنت کی پیروی کرو۔ اس کے مطابق زندگی گزارو۔ اللہ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول رحمت للعالمین ﷺ کے ذریعے ہدایت پوری طرح واضح فرما دی۔ اب تمہاری نجات اسی میں ہے کہ اس ہدایت کا اتباع کرو، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے اور تمہیں پتہ نہ چلے اور نہ سنبھلنے کا موقع ہی ملے۔

توبہ کی فضیلت کا اندازہ لگایئے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ’’اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں دن میں ستر مرتبہ سے بھی زائد توبہ استغفار کرتا ہوں۔‘‘ غور کیجئے، اللہ کے حضور تو وہ ہستی ہیں جو معصوم عن الخطا ہیں، مگر پھر بھی بکثرت استغفار فرمایا کرتے تھے۔ ہم تو گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ گڑگڑا کر، اپنے گناہوں پر معافی مانگیں، تاکہ اللہ ہم پر رحم فرمائے۔

توبہ کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حدیث رسول ﷺ کے مطابق تین اعمال ایسے ہیں جن سے انسان کے سابقہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ پہلا عمل یہ ہے کہ ایک شخص کفر سے اسلام میں داخل ہوجائے۔ دوسرا عمل حج مبرور ہے اور تیسرا عمل سچی توبہ ہے۔ جس طرح اسلام میں داخل ہونے یا حج مبرور کے نتیجے میں انسان کے گزشتہ تمام گناہ معاف ہوتے ہیں اسی طرح سچی توبہ بھی گناہوں کو دھو ڈالتی ہے‘ بلکہ اللہ تعالیٰ سیأت کو حسنات میں بدل دیتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ توبہ محض یہ نہیں کہ آدمی استغفار کا ورد کرتا رہے‘ اور گناہ بھی جاری رہے‘ سودی لین دین اور ناجائز کاروبار بھی چلتا رہے‘ اُس میں کوئی فرق نہ آئے‘ بلکہ اس کی کچھ شرائط ہیں جن کا پورا کیا جانا ضروری ہے‘ ورنہ توبہ صحیح معنوں میں توبہ نہ ہوگی۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (سورۃ الفرقان:70)

’’مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے۔‘‘

توبہ کی پہلی شرط غلطی اور گناہ پر ندامت ہے۔ آدمی استغفار کرتا رہے‘ مگر اپنے بُرے عمل پر کوئی ندامت نہ ہو تو یہ کوئی توبہ نہیں ہے۔ حضرت آدمؑ سے خطا ہوئی تو وہ ندامت کے ساتھ اللہ کی جانب متوجہ ہوئے۔

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۔ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف)

’’بولے وہ دونوں (حضرات آدمؑ و حوا) اے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔‘‘

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ شیطان سے بھی گناہ ہوا‘ مگر اُس کے اندر گناہ پر ندامت پیدا نہ ہوئی‘ اُس نے تکبر کا مظاہرہ کیا‘ چنانچہ راندۂ درگاہ ہوا۔

توبہ کی دوسری شرط تجدید ایمان کے ساتھ اصلاح عمل ہے۔ آدمی یہ اعتراف کرتے ہوئے اللہ کی جانب رجوع کرے کہ اے اللہ! میں اپنے نفس کے ورغلانے سے بھٹک گیا۔ شیطان کے بہکاوے میں آ گیا‘ تو ہی میرا رب ہے‘ تو ہی میرا خالق و مالک ہے‘ میں گناہ کو ترک کر کے تیری طرف پلٹ رہا ہوں۔ تو مجھے معاف فرما۔ احادیث میں استغفار کے لئے مختلف الفاظ آتے ہیں۔ سید الاستغفار کے الفاظ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ))

’’پروردگارا تو ہی میرا رب ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں تو تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا ہی بندہ ہوں۔‘‘

توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ آئندہ کے لئے گناہ کو چھوڑنے کا عزم مصمم ہو۔ انسان کا یہ پختہ ارادہ ہو کہ میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔ ہاں‘ اس کے باوجود اگر پھر گناہ ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے۔ ایسی صورت میں پھر توبہ کرنا ہوگی۔

توبہ اگر کسی ایسے معاملے کی ہو جس میں بندوں کی حق تلفی ہوئی ہو تو اس میں اضافی طور پر یہ شرط بھی ہے کہ اُس کا ازالہ کیا جائے۔ اگر کسی کا مال یا جائیداد غصب کی ہے، تو اُسے واپس کیا جائے۔ کسی پر تہمت یا الزام لگایا ہے تو اُس شخص سے بھی معافی مانگی جائے جس پر الزام لگایا ہے۔ عقل سلیم بھی یہی بات کہتی ہے کہ ایک آدمی اپنی زیادتی کا ازالہ کر سکتا ہے، مگر ازالہ نہیں کرتا، محض توبہ کی رٹ لگائی ہوئی ہے، تو اُس کی توبہ، توبہ نہیں۔

اگر آدمی اِن شرائط کو پورا کرتے ہوئے توبہ کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف فرمادے گا‘ اور اُسے نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے گا۔ یہی وہ توبہ ہے جسے توبۃ نصوح کہا گیا ہے۔ اور اِسی کی انسان کو دعوت دی گئی ہے۔ سورۃ التحریم میں فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (آیت:8)

’’مومنو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔‘‘

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾

’’اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔‘‘

توبہ کے لیول ہیں۔ توبہ ایک یہ ہے کہ آدمی کفر سے اسلام میں داخل ہو، تو ایسے شخص کے سابقہ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسے ہی ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اُس کی ولادت ہوئی ہے۔ توبہ کی دوسری سطح یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد شاہراہ بندگی پر چلتے ہوئے کہیں قدم ڈگمگا جائیں اور اللہ کا حکم ٹوٹ جائے تو اب پھر ضرورت اس بات کی ہے کہ آدمی توبہ کرے، اور توبہ متذکرہ شرائط کے ساتھ کرے، یعنی گناہ پر شدید نادم ہو، گناہ کو چھوڑ دے اور آئندہ کے لیے گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔ اللہ اُسے معاف فرما دے گا۔ سچی توبہ کے باوجود اگر پھر اس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور اُس سے گناہ ہو جاتا ہے، تو پھر دوبارہ توبہ کرے، اللہ پھر معاف کر دے گا، کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں ہے۔

جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہے‘ تو اللہ تعالیٰ کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ ارشاد فرماتے تھے: ’’اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اُتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو‘ اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو‘ پھر وہ (آرام لینے کے لئے) سر رکھ کے لیٹ جائے‘ پھر اسے نیند آجائے‘ پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے‘ پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو‘ یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اُسی جگہ جا کر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آجائے‘ پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آ کر) اپنے بازو پر سر رکھ کے مرنے کے لئے لیٹ جائے‘ پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا اللہ کی قسم! مومن بندے کی توبہ کرنے سے اللہ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔‘‘ (متفق علیہ)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

# صدرِ امریکہ باراک اوباما ہی کیوں.......؟

ابوالوفاء محمد طارق عادل خان

www.esnips.com/web/mtak32

امریکہ کے نئے صدر باراک اوباما 1961ء میں امریکی ریاست ہوائی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا تعلق کینیا سے جبکہ والدہ کا ہوائی سے تھا۔ والدین کی آپس میں ملاقات دوران طالب علمی ہوائی یونیورسٹی میں ہوئی، جہاں ان کے والد اسکالرشپ پر پڑھنے آئے ہوئے تھے۔ اس ملاقات کا نتیجہ شادی کی صورت میں برآمد ہوا، لیکن یہ شادی زیادہ عرصہ چل نہیں سکی اور اس کا انجام طلاق پر ہوا۔ پھر والدین کی علیحدگی اور طلاق کے بعد اوباما اپنی والدہ کے ساتھ امریکہ اور کچھ عرصہ کے لیے انڈونیشیا میں رہے، کیونکہ سوتیلا باپ بھی مسلمان تھا اور اس کا تعلق انڈونیشیا سے تھا۔ غالباً اسی دور میں باراک اوباما کسی اسلامی دینی مدرسہ میں بھی کچھ عرصہ زیرِ تعلیم رہے تھے۔

باراک اوباما نے کولمبیا یونیورسٹی اور ہارورڈ یونیورسٹی لاء اسکول سے تعلیم حاصل کی اور ہارورڈ یونیورسٹی میں ہارورڈ لاریویو کے پہلے سیاہ فام امریکی صدر بنے۔ انہوں نے شکاگو میں پہلے سماجی پروگرام میں اور پھر بطور وکیل کام کیا۔ وہ آٹھ سال تک ریاست الینوائے کی سیاست میں سرگرم رہے اور 2004ء میں وہ امریکی سینیٹ کے لیے منتخب ہوئے۔ اس کے بعد باراک اوباما نے فروری 2007ء میں امریکی صدارتی نامزدگی کی دوڑ میں شامل ہونے کا اعلان کیا اور بالآخر طویل جدوجہد اور مقابلہ کے بعد امریکہ کے صدر منتخب ہونے میں کامیاب ہوئے۔

باراک حسین اوباما کی امریکی صدارت حاصل کرنے میں کامیابی کے متعدد اسباب بیان کیے جاتے ہیں، مثلاً ان کا افریقی النسل ہونا جس کے نتیجہ میں تمام سیاہ فام ووٹ اوباما کو ملے، مسلمان باپ کی اولاد ہونا جس کے باعث مسلمان ووٹرز کا قدرتی میلان اوباما کی طرف ہوا اور اس کے علاوہ امریکی عوام کی گزشتہ صدر بش کی خارجہ پالیسی سے شدید اختلاف ہونا وغیرہ، لیکن ہمارے نزدیک اس کا اہم ترین سبب یہ ہے کہ وہ یہودی منصوبہ جس کا آغاز نیویارک کے عالمی تجارتی مرکز کی عمارتوں کی تباہی سے ہوا تھا، اس کی تکمیل کے لیے باراک اوباما موزوں ترین امیدوار ہے۔ یہی سبب ہے کہ امریکی انتخابات سے محض چند روز قبل باراک اوباما پر قاتلانہ حملہ کے منصوبہ کا ڈرامہ بھی رچایا گیا، تاکہ انتخابات میں زیادہ سے زیادہ ووٹرز کی ہمدردیاں باراک اوباما کو حاصل ہوسکیں، لیکن اس سے قبل کہ ہم وہ یہودی منصوبہ طشت ازبام کریں کہ جس کے ذریعے وہ اوباما کو استعمال کرنا چاہتے ہیں، ہم چاہیں گے کہ باراک اوباما کے اپنے بیانات کی روشنی میں اس کے مذہبی

> باراک حسین اوباما کی امریکی صدارت حاصل کرنے میں کامیابی کا اہم ترین سبب یہ ہے کہ وہ یہودی منصوبہ جس کا آغاز نیویارک کے عالمی تجارتی مرکز کی عمارتوں کی تباہی سے ہوا تھا، اس کی تکمیل کے لیے باراک اوباما موزوں ترین شخص ہے

رجحان اور اس کی ترجیحات کا تعین کریں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے صدارتی الیکشن کی مہم کے دوران باراک اوباما کے حوالے سے جاری ہونے والا یہ بیان ملاحظہ فرمایئے، اخبار لکھتا ہے:

"امریکہ کا صدارتی امیدوار بننے کے لیے کوشاں ڈیموکریٹک باراک اوباما نے آخری وقت میں ووٹروں کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے اس دعوٰی کو مسترد کردیا ہے کہ وہ خفیہ طور پر مسلمان ہیں۔ اوباما نے انٹرنیٹ پر اس مہم کی مذمت کی ہے۔ اگرچہ اس کا دوسرا نام حسین ہے لیکن وہ ایک عیسائی ہے اور جتنا ممکن ہو چرچ جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس کے خلاف مہم ہیلری کلنٹن کے حامیوں نے شروع کر رکھی ہے، حالانکہ اس بات کا ہیلری کو بھی یقین ہے کہ وہ عیسائی ہیں"۔

(بحوالہ جنگ نیوز کراچی اشاعت 5 مارچ 2008ء)

پس جو مسلمان باراک اوباما کے نام میں شامل لفظ حسین سے کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، انہیں جان لینا چاہیے کہ باراک اوباما کی کوئی ہمدردی اور تعلق مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہے۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عیسائیوں کے ساتھ ہے؟ جی نہیں، اوباما کی تمام تر ہمدردیاں اور وفاداریاں عیسائیوں کے ساتھ بھی نہیں بلکہ یہودیوں کے ساتھ ہیں۔ اس کا ثبوت باراک اوباما کا مندرجہ ذیل پالیسی بیان ہے:

"باراک اوباما نے گزشتہ رات اپنی جماعت کی طرف سے صدارتی نامزدگی میں کامیابی کے دعوے کے بعد اپنی پہلی پالیسی تقریر میں اسرائیل کے لیے غیر متزلزل حمایت کا وعدہ کیا ہے۔ اوباما نے امریکہ اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیل کی سلامتی مقدس ہے اور اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔ یہ کمیٹی یہودیوں کی ایک ممتاز لابی کہلاتی ہے"۔

(بحوالہ بی بی سی اردو ویب سائٹ 4 جون 2008ء)

باراک اوباما کا مذکورہ بالا بیان صدارتی الیکشن کی کسی تقریر کا حصہ نہیں، جسے محض ووٹرز کو متوجہ کرنے کی کوشش کہہ کر ٹالا جاسکے بلکہ یہ "پہلی پالیسی تقریر" کا ایک حصہ ہے یعنی صدر امریکہ کی ایک متعین خارجہ پالیسی کا اظہار، عزم اور ایک رخ ہے۔ اب اسی کے ساتھ صدر امریکہ کی خارجہ پالیسی کا ایک دوسرا رخ بھی ہم قارئین کے سامنے لانا چاہتے ہیں، اس ضمن میں یہ خبر ملاحظہ ہو:

"نو منتخب امریکی صدر باراک اوباما کی طویل انتخابی مہم کے دوران جب بھی خارجہ پالیسی کی بات ہوئی تو عراق اور افغانستان کے ساتھ ساتھ پاکستان کا نام بھی آتا رہا۔

ان پر پاکستان کے قبائلی علاقوں میں القاعدہ کے خلاف براہ راست کارروائی کے لیے فوج بھیجنے کے بیان پر تنقید بھی ہوئی، لیکن اوباما آخر تک پاکستان میں براہ راست کارروائی کے اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

صدر منتخب ہونے کی صورت میں پاکستان سے متعلق اپنے لائحہ عمل کی وضاحت اپنی ویب سائٹ پر کرتے ہوئے اوباما کہتے ہیں کہ اصل میدان جنگ افغانستان اور پاکستان ہیں"۔ (بحوالہ بی بی سی اردو ویب سائٹ مورخہ 5 نومبر 2008ء)

پس نیو ورلڈ آرڈر یعنی تسخیر عالم کے یہودی منصوبہ میں اس وقت باراک اوباما کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

**باراک اوباما نے اپنی پہلی پالیسی تقریر میں اسرائیل کے لیے غیر متزلزل حمایت کا وعدہ کرتے ہوئے کہا: اسرائیل کی سلامتی مقدس ہے اور اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا**

اس لیے موجودہ امریکی صدر باراک اوباما نے اپنے اوپر اسرائیل کی حفاظت اور پاکستان کی بربادی کو واجب کر لیا ہے، کیونکہ بقول باراک اوباما پاکستان میدان جنگ ہے اور میدان جنگ وہ جگہ ہوتی ہے جہاں ہر چیز حالت جنگ میں ہوتی ہے نیز میدان جنگ میں جان و مال کی بربادی ہونا بھی ایک یقینی بات ہے، جیسا کہ افغانستان اور عراق کا میدان جنگ بننے کے بعد جو حال ہے تمام لوگ اس سے بخوبی واقف ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ امریکہ کی یہودی لابی پاکستان کو میدان جنگ بنانا چاہتی ہے۔ اس ضمن میں صاف ظاہر ہے کہ اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم یعنی گریٹر اسرائیل اور مسجد اقصیٰ کے انہدام کی صورت میں اگر کسی اسلامی ملک کی طرف سے کوئی عسکری مزاحمت ہوسکتی ہے تو وہ صرف پاکستان ہوگا، کیونکہ پاکستان کے پاس اعلیٰ تربیت یافتہ فوج، ایٹمی اسلحہ اور میزائل ٹیکنالوجی کی جو صلاحیت ہے وہ کسی دوسرے اسلامی ملک کے پاس نہیں ہے۔ مزید برآں امریکہ کی تمام مہم جوئی کی اصل وجہ صرف یہی نہیں کہ وہ اسرائیل کو توسیع کی کھلی چھٹی دینا چاہتا ہے اور پاکستان کو ایٹمی اور فوجی صلاحیت سے محروم کرنا چاہتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اب یہودی لابی افغانستان اور عراق میں ہونے والی شدید مزاحمت اور عالمی معاشی عدم استحکام کے باعث امریکہ کے زوال کو بہت قریب دیکھ رہی ہے۔ چنانچہ امریکہ کے زوال سے قبل یہودی امریکہ کو ایک آخری مرتبہ بھرپور طور پر اسی طرح استعمال کرنا چاہتے ہیں جس طرح یہودی گزشتہ صدی میں ڈوبتی ہوئی سلطنت برطانیہ سے اپنے لیے اسرائیل حاصل کر کے برطانیہ کو اپنے مفتوحہ علاقوں میں سے اپنے اقتدار کے سائے کو سمیٹتے ہوئے اکیلا چھوڑ گئے تھے۔

یہودی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ کعبہ یعنی بیت اللہ مسلمانوں کی مرکزیت کی علامت ہے اور جب تک بیت اللہ موجود رہے گا اس وقت تک مسلمانوں کے متحد ہونے کا امکان تلوار بن کر یہودیوں کے سر پر لٹکا رہے گا اور اگر کبھی مسلمانوں کو صلاح الدین ایوبی جیسی قیادت میسر آ گئی اور مسلمانوں نے متحدہ جدوجہد کا آغاز کر دیا تو پھر کوئی مسلمانوں کے اس سیل رواں کا راستہ نہیں روک سکے گا۔ چنانچہ اس کا علاج یہی ہے کہ اس امکان کا سدباب کر دیا جائے اور اس کے لیے بروقت اور بھرپور طاقت کا استعمال کر کے معاذ اللہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ عین ممکن ہے کہ اس تناظر میں ہماری اس بات کو شاید بعض بزعم خویش روشن خیال حضرات محض ایک گپ یا مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلانے اور بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوششوں کے خلاف ایک سازش قرار دیں، لیکن حقیقت یہی ہے کہ مغرب میں بعض تھنک ٹینک مسلمانوں کے ان مقدس مقامات کو مٹانے کی باقاعدہ سازشیں کر رہے ہیں اور امریکہ کا موجودہ صدر باراک اوباما بھی ان ہی لوگوں میں سے ایک ہے، اس ضمن میں بطور ثبوت ایک خبر کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:

”پاکستان کی قومی اسمبلی میں بدھ کو متوقع امریکی صدارتی امیدوار باراک اوباما اور ٹام ٹینکریڈو موضوع بحث رہے اور ملک کی خارجہ پالیسی پر تقاریر کرتے ہوئے حکومتی اور اپوزیشن ارکان نے امریکی رہنماؤں کو پاکستان اور عالم اسلام کے جذبات مجروح کرنے والے مبینہ بیانات پر کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔

ڈیموکریٹ اوباما اور ریپبلکن ٹینکریڈو نے حال ہی میں اپنے بیانات میں پاکستان میں القاعدہ کے ٹھکانوں اور مسلمانوں کے مقدس شہروں مکہ اور مدینہ پر امریکی حملوں کی بات کی تھی۔“ (بحوالہ بی بی سی اردو ویب سائٹ مورخہ 7 اگست 2007ء)

بالعموم دیکھا گیا ہے کہ جب بھی عام مسلمانوں کے سامنے بعض اہل مغرب کے ان مبنی برحسد بیانات کا خلاصہ کیا جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی بیت اللہ یا مکہ اور مدینہ کو کوئی نقصان پہنچا سکے اور بطور دلیل قرآن کی سورۃ الفیل کو پیش کرتے ہیں کہ جب کوئی ایسی ناپاک کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اس کے لشکر کے ساتھ کیا حالانکہ قرآن کریم میں اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے محض ایک موقع کا ذکر کیا ہے کہ جب بیت اللہ پر حملہ آور ہونے والے دشمن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ سلوک کیا مگر کسی بھی مقام پر یہ وعدہ نہیں کیا گیا کہ آئندہ کبھی مکہ پر حملہ ہوا تو پھر حملہ آور کا ایسا ہی حشر ہوگا بلکہ اس کے برخلاف نبی کریم ﷺ نے ہمیں جو خبر دی ہے اس میں ایسی ایک انہونی کے ہونے کا برملا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ حدیث بخاری و مسلم سمیت متعدد کتب احادیث میں مختصراً اور مسند احمد وغیرہ میں مفصل موجود ہے۔ جس میں مسلمانوں کے دور زوال کا ذکر ہے کہ مسلمانان عالم اپنے دور زوال کے دوران جس آخری انتہا پر پہنچیں گے اس کی خبر دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اہل حبشہ میں سے پتلی پتلی پنڈلیوں والا ایک شخص بیت اللہ کو تباہ کر دے گا، اس کے خزانہ کو ضبط کر لے گا، اس کے پردہ کو کھینچ کر پھاڑ دے گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ وہ کشادہ اور ابھری ہوئی پیشانی والا حبشی شخص بیت اللہ پر مستقل لوہے کے ایسے ہتھیار سے حملے کر رہا ہے جو چٹانوں کو بھی پاش پاش کر دیتا ہے۔“

اس حدیث میں بیت اللہ پر حملہ کرنے والے جس شخص کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کی پہلی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ اس کا تعلق حبشہ سے ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں حبشہ ایک ریاست تھی جو مشرقی افریقہ کے وسیع رقبہ پر پھیلی ہوئی تھی۔ اس میں موجودہ زمانے کے ممالک صومالیہ، اریٹیریا، ایتھوپیا اور کینیا وغیرہ شامل تھے اور باراک اوباما کا تعلق قدیم حبشہ کے اسی علاقہ کینیا سے ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں اس شخص کی دوسری نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پتلی پتلی پنڈلیوں والا ہوگا اور اکثر لوگوں کو یاد ہوگا کہ اپنی صدارتی مہم کے آخری دنوں میں ریپبلکن امیدوار جان میکین نے باراک اوباما کی ٹانگوں کو بطور خاص تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا تھا۔ اسی کے ساتھ کشادہ اور ابھری ہوئی پیشانی کی علامت بھی اوباما میں موجود ہے۔

اسی طرح مدینہ منورہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے جو خبر دی ہے وہ صحاح ستہ کی کتاب سنن ابوداؤد میں مذکور ہے اور علامہ البانی کی تحقیق کے مطابق یہ روایت صحیح ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اس پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، بیت المقدس میں ہونے والی ایک تعمیر یثرب (مدینہ منورہ) کی تباہی کا سبب بنے گی اور یثرب کی تباہی کے نتیجے میں جنگ عظیم کا آغاز ہوگا اور جنگ عظیم قسطنطنیہ (استنبول) کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوگی اور اسی کے ساتھ مسیح الدجال نکلے گا۔“

یہاں اس حدیث نبوی ﷺ میں بیت المقدس میں

> **احادیث کی خبروں، موجودہ زمانہ میں صیہونیت کے علمبردار یہود و نصاریٰ کی تیسری عالمی جنگ چھیڑنے کی شدید خواہش اور کوششوں کو موجودہ امریکی صدر کے اقوال و عزائم کی روشنی میں دیکھتے ہوئے بظاہر نظر یہی آتا ہے کہ خیر و شر کا آخری معرکہ بہت نزدیک ہے**

جس تعمیر کا تذکرہ ہے غالباً اس سے مراد یہودیوں کے ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہے جس کے نتیجہ میں عالم اسلام کے مسلمانوں کا شدید احتجاج ہوگا اور انتقامی کارروائی کے طور پر دنیا بھر میں مسلمانوں کی جانب سے اہل مغرب کے مفادات پر حملے کیئے جائیں گے اور اس کے جواب میں اہل مغرب کی جانب سے مدینہ اور مکہ پر حملے کیے جائیں گے اور غالباً اسی دوران استنبول کو یورپ کا حصہ قرار دے کر اہل مغرب اس پر قبضہ کر لیں گے اور اس کے نتیجہ میں تیسری جنگ عظیم کا آغاز ہو جائے گا۔ اس جنگ کے نتیجہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کا شدید جانی اور مالی نقصان ہو گا، مگر بالآخر مسلمان استنبول کو دوبارہ فتح کر لیں گے۔ اس موقع پر مسلمانوں کی تعداد قلیل اور عیسائیوں کے معاشی طور پر دیوالیہ ہو جانے کا فائدہ اٹھا کر یہودی اپنی عالمی بادشاہت کا اعلان کر دیں گے اور یہودی بادشاہ مسیح الدجال منظر عام پر آ جائے گا، اور ان تمام واقعات کے درمیان زیادہ فصل نہیں ہوگا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جنگ عظیم اور فتح مدینہ یعنی استنبول چھ سال کی مدت میں پیش آئیں گے جبکہ مسیح الدجال کے خروج کا معاملہ ساتویں سال پیش آئے گا۔“

مگر بظاہر اس پورے منظر نامہ کو دیکھتے ہوئے ایک اہم سوال جو عام ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی جو حالت زار موجودہ زمانہ میں ہے یعنی وہ معاشی اور عسکری اعتبار سے پسماندگی کا شکار ہیں جبکہ اہل مغرب ہر قسم کے جدید ہتھیاروں سے لیس ہیں، اس کے باوجود کس طرح مسلمان اہل مغرب کو شکست دے سکیں گے؟ تو اس کا جواب خود احادیث میں موجود ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تم نے سنا ہے کہ ایک ایسا شہر ہے جس کے ایک جانب خشکی اور ایک جانب سمندر ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، ہاں! یا رسول اللہ ﷺ (یعنی وہ قسطنطنیہ ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ستر ہزار افراد اس شہر میں تمہارے مقابلے کے لئے نازل نہ ہوں گے (یعنی ایک جانب سے بحری اور دوسری جانب سے فضائی افواج حملے کے لئے اتریں گی) تمہارے پاس ان کے مقابلے کے لئے تیر و تلوار (یعنی ان کے ہم پلہ اسلحہ) نہیں ہوگا، تو اس وقت تم صرف لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہو گے اور ایک فوج جو سمندر کی جانب ہوگی گر جائے گی (یعنی غرق ہو جائے گی) پھر دوسری مرتبہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہو گے تو دوسری جانب کی بری فوج گر جائے گی (یعنی زمین میں دھنس جائے گی) اس کے بعد تیسری مرتبہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہو گے تو ہر طرف کھل جائے گا (یعنی باقی دشمن بھاگ کھڑے ہوں گے) پھر شہر میں داخل ہو کر مال غنیمت سمیٹو گے کہ اچانک اعلان ہوگا کہ دجال نکل آیا ہے۔ تب تم ہر چیز کو چھوڑ کر دجال کی طرف پلٹو گے“۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح قسطنطنیہ کسی مقابلہ کے نتیجہ میں نہیں بلکہ خالصتاً معجزاتی طور پر مسلمانوں کو عطا کی جائے گی اور غالباً اس کا مقصد مسلمانوں کی حالت ایمانی کو انتہا درجہ پر لے جانا ہوگا تاکہ اس کے فوراً بعد خروج دجال کا جو واقعہ ظہور پذیر ہونا ہے اس کے مقابلہ کی اہلیت مسلمانوں میں پیدا ہو سکے۔ چونکہ خروج دجال سے بڑا فتنہ نوع انسانی میں کبھی رونما ہوا ہے اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا، لہٰذا فتنہ کا مقابلہ صرف وہی مسلمان کر سکیں گے جن کی ایمانی کیفیت عام سطح سے بہت بلند ہوگی۔ اسی نوعیت کا ایک اور اشارہ ایک دوسری حدیث سے بھی ملتا ہے جس کے مطابق مسیح الدجال کی آمد کے زمانہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ مؤمنین کو ایک اور معجزہ بھی عطا فرمائے گا، یہ حدیث سنن ابن ماجہ، مسند احمد اور مسند ابی یعلیٰ وغیرہ میں بعض صحیح اور بعض ضعیف طرق کے ساتھ مروی ہے اور علامہ البانی نے اپنی کتاب ”قصہ مسیح الدجال“ میں نقل فرمائی ہے۔ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسیح الدجال کی آمد سے قبل تین سال قبل لوگوں کے لیے شدید مصائب کے ہوں گے، اس زمانہ میں شدید قحط پڑے گا، اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو حکم دے گا، چنانچہ پہلے سال آسمان اپنا تہائی پانی روک لے گا اور زمین تہائی نباتات سے خالی ہو جائے گی۔ دوسرے سال آسمان باقی ماندہ پانی میں سے مزید تہائی پانی روک لے گا اور زمین باقی ماندہ سبزہ میں سے مزید تہائی سے محروم ہو جائے گی۔ پھر تیسرے سال اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آسمان سے ایک قطرہ پانی نہیں برسے گا اور پوری روئے زمین چٹیل میدان ہو جائے گی اور تمام چرند پرند ہلاک ہو جائیں گے ماسوائے ان کے جنہیں اللہ باقی رکھنا چاہے۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ایسے حالات میں انسان زندہ کیسے رہیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت مؤمنین کا سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنا ان کی غذائی ضرورت کو پورا کرنے اور روح و بدن کے رشتہ کو قائم رکھنے کے لیے کفایت کر جائے گا“۔

بہر کیف مذکورہ بالا تمام اخبار و احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے اور موجودہ زمانہ میں صیہونیت کے علمبردار یہود و نصاریٰ کی تیسری عالمی جنگ چھیڑنے کی شدید خواہش اور کوششوں کو موجودہ امریکی صدر کے اقوال و عزائم کی روشنی میں دیکھتے ہوئے بظاہر نظر یہی آتا ہے کہ آدم و ابلیس کے درمیان جس خیر و شر کی کشمکش کا آغاز روز اول ہوا تھا اس کا آخری معرکہ بہت نزدیک ہے۔ بقول اقبال۔

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مؤمن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

اس زمانہ میں اس بات سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ امریکہ اور یورپ اس وقت صیہونیت کے شکنجہ میں پوری طرح کسے جا چکے ہیں، جس کے باعث مغربی سیاست میں اسرائیل کا تحفظ اور دفاع تمام حکومتوں اور خصوصاً امریکہ کے لیے اولین ترجیح کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے تقریباً تمام ہی صدور ماسوائے ابراہام لنکن اور جان ایف کینیڈی کے اسرائیل نواز رہے ہیں مگر موجودہ صدر باراک اوباما کے بارے میں متعدد ویب سائٹ پر یہ بات موجود ہے کہ باراک اوباما کھلم کھلا فری میسن صیہونی، ایونجیلی عیسائی ہے۔ اس کی تصدیق باراک اوباما کے صدر منتخب ہونے کے بعد کیے جانے والے ابتدائی اقدامات سے بھی ہوتی ہے۔ اس ضمن میں پہلی خبر یہ ہے کہ باراک اوباما نے چیف آف وہائٹ ہاؤس اسٹاف کے لیے ایک صیہونی ایمانوئیل کو منتخب کیا ہے اور اپنا مشیر خاص بھی ایک یہودی کو منتخب کیا ہے جبکہ ایشیا سے متعلق معاملات کی دیکھ بھال کے لیے مسلمان دشمن اور اقلیتوں کے قتل میں ملوث انتہا پسند ہندو جماعت وشوا ہندو پریشد کی سابقہ نیشنل کوآرڈی نیٹر خاتون سونل شاہ کو اپنا مشیر مقرر کر دیا ہے۔ سونل شاہ کے ادارے انڈی کارپس کا بانی گجرات کے وزیر اعلیٰ اور لاکھوں مسلمانوں کے قاتل نریندر مودی کا قریبی دوست ہے۔ انڈی کارپس کی پارٹنر شپ ایکال ودیالا اس کے ساتھ ہے جو وشوا ہندو پریشد کا حمایت

یافتہ ہے اور اسکولوں میں ہندو طلبہ کو غیر ہندوؤں سے نفرت کی تعلیم دیتا ہے۔ مزید برآں اسی ایکال ودیالاس نے بھارتی ریاست مدھیہ پردیش اور اڑیسہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے خلاف فسادات کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

مزید برآں نئے امریکی صدر باراک اوباما کی اخلاقی ساکھ بھی خود ان کے اپنے معاشرے میں انتہائی مشکوک اور متنازعہ فیہ ہے' متعدد ویب سائٹس کے الزامات کے مطابق باراک اوباما ایک ہم جنس پرست اور کوکین کے نشہ کے عادی انسان ہیں جس کے متعدد ثبوت ان کی صدارتی مہم کے دوران بھی انٹرنیٹ پر فراہم کیے گئے ہیں، مگر باراک اوباما نے بھی اس قسم کے الزامات کی تردید کرنے یا ان الزامات لگانے والے افراد کے خلاف کسی قسم کی قانونی چارہ جوئی کی ضرورت محسوس نہیں کی' حتیٰ کہ وہ امریکی میڈیا جس نے سابق امریکی صدر کلنٹن کے ایک جنسی اسکینڈل پر ساری دنیا میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا' باراک اوباما کے ان اسکینڈلز پر پراسرار طور پر خاموش ہے۔ علاوہ ازیں باراک اوباما کا سیاسی میدان میں ناتجربہ کار ہونا بھی ان کی سیاسی ساکھ پر ایک سوالیہ نشان ہے کیونکہ یہودیوں کے ہاتھوں یرغمال ایک ایسے امریکی معاشرے میں جہاں یہودیوں کی معاشی اور اخلاقی مدد کے بغیر کوئی شخص کسی ریاست کا گورنر نہیں بن سکتا' کسی مڈل کلاس شخص کا امریکی صدارتی عہدہ پر بغیر کسی مضبوط سیاسی ساکھ کے پہنچ جانا اکثر سیاسی امور کے ماہرین کی رائے میں انتہائی قابل اعتراض' پراسرار اور خود امریکہ کے لیے خطرناک ہے۔

پس مندرجہ بالا تمام شواہد کی روشنی میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کے خلاف ہندو، یہودی اور عیسائی صیہونی اتحاد قائم ہو چکا ہے اور اس کی علامت باراک اوباما کی شکل میں ظاہر ہو چکی ہے۔ اس منصوبے کے تین ہدف ہیں' اوّلین مقصد پاکستان کو معاشی' سیاسی اور معاشرتی عدم استحکام سے دوچار کر کے عسکری اور نظریاتی طور پر ختم کرنا۔ ثانیاً جمی کارٹر کے 1973ء کے جینوسائیڈ منصوبہ کے مطابق تیسری دنیا کے غریب ممالک کو جعلی معاشی بحران کے ذریعہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کا غلام بنانا' غذائی اجناس کی طلب ورسد میں نقلی تفاوت پیدا کر کے غربت و افلاس کے بہانے قحط پیدا کر کے آبادی کو کم کرنا' عالمی سیاسی بساط پر اپنے نمائندوں کے ذریعہ جھوٹ اور فریب کاری سے عالمی جنگیں برپا کر کے امیر ممالک کی معیشت کو مفلوج کرنا جیسا کہ عراق اور افغانستان میں امریکہ کے ساتھ کیا گیا اور لیبارٹری وائرس مثلاً ایڈز' برڈ فلو اور ڈینگی وائرس وغیرہ کے ذریعہ تیسری دنیا کے ممالک اور خصوصاً مسلمانوں کا قتل عام کر کے غیر یہودیوں کو اکثریت سے اقلیت میں تبدیل کرنا

**نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اہل حبشہ میں سے پتلی پتلی پنڈلیوں والا ایک شخص بیت اللہ کو تباہ کر دے گا، اس کے خزانہ کو ضبط کر لے گا، اس کے پردہ کو کھینچ کر پھاڑ دے گا''**

ہے اور ثالثاً مسلمانوں کے مقدس مقامات مکہ اور مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنا اور یہ تیسرا کام ایک ایسا شخص ہی کر سکتا ہے کہ ایک جانب جس کا سینہ اسلام کی نفرت سے جل رہا ہو اور دوسری جانب ناتجربہ کاری کے باعث وہ سیاسی بصیرت سے محروم ہو تاکہ اپنے کسی غلط اقدام کے نتائج و عواقب کا قبل از وقت ادراک کرنے سے قاصر ہو' تیسری جانب امریکی معاشرے کے ایک ایسے طبقہ سے تعلق رکھتا ہو کہ جس کے لیے امریکی معاشرے اور میڈیا میں ہمدردی موجود نہ ہو تاکہ مطلوبہ مقاصد کی تکمیل ہونے کے بعد امریکی میڈیا کی شدید تنقید کے نتیجہ میں اسے بآسانی منظر سے ہٹایا جا سکے۔ پس یہی اسباب ہیں کہ یہودی لابی نے باراک اوباما کو ایک ناتجربہ کار' سیاہ فام اور مسلمان باپ کی اولاد ہونے کے باوجود امریکہ کی صدارت کے لیے منتخب کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عام مسلمانوں اور ہمارے حکمرانوں کو خواب غفلت سے بیدار ہونے اور اس عالمی سازش سے نمٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## تنظیمی اطلاعات

امیر تنظیم اسلامی نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 15 جنوری 2009ء میں مشورہ کے بعد جو فیصلے فرمائے اُن کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ حیدر آباد میں نئی تنظیم قاسم آباد قائم کی گئی اور واجد علی شیخ کو اس کا امیر مقرر کیا گیا ہے

☆ حلقہ لاہور میں نئی مقامی تنظیم شیخوپورہ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا اور اُس کے لیے قیصر جمال فیاضی کو امیر مقرر کیا گیا

## دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ملتزم رفیق ڈاکٹر شفیق بیگ کے والدہ وفات پا گئے

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم شاہ فیصل ابلیر کے مبتدی رفیق ساجد مسعود قضائے الٰہی سے وفات پا گئے

☆ قرآن اکیڈمی کراچی تنظیم کے رفیق اجمل واحد فاروقی کے بڑے بھائی انتقال فرما گئے

☆ سوسائٹی تنظیم کے رفیق عمر احمد کی نانی وفات پا گئیں

☆ لانڈھی تنظیم کے امیر ریاض الاسلام فاروقی کے بہنوئی وفات پا گئے

☆ گلزار ہجری کراچی تنظیم کے ملتزم رفیق فوزان الرحمن کی والدہ وفات پا گئیں

☆ نارتھ کراچی کے ناظم تربیت طارق امیر پیرزادہ کے بہنوئی وفات پا گئے

☆ چشتیاں کے ملتزم رفیق امجد علی خان کی والدہ وفات پا گئیں

☆ عارف والا کے رفیق ملک لیاقت کی والدہ وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ رفقاء واحباب اور قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے

## ❁❁ضرورت رشتہ❁❁

☆ کراچی میں رہائش پذیر 30 اور 29 سالہ دو بہنیں، تعلیم بالترتیب ایف اے اور فرسٹ ایئر، صوم وصلوٰۃ کی پابند، امور خانہ داری میں ماہر کے ساتھ ساتھ تدریس سے وابستہ کے لیے دینی مزاج کے حامل گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0333-3327154

☆ 33 سالہ خاتون، خلع یافتہ، 7 سالہ بچے کی ماں، تعلیم بی اے، قد "5.6 کے لیے مناسب رشتہ چاہیے۔

برائے رابطہ: 0331-4298294

☆ لاہور میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم بی اے، خوب صورت، خوب سیرت، پابند صوم صلوٰۃ کے لیے برسر روزگار اور دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-6463353

☆ گوجرانوالہ میں مقیم کمسن فیملی کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم اے عمر 29 سال، امور خانہ داری میں ماہر، پابند صوم صلوٰۃ کے لیے برسر روزگار لڑکے کا دینی گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں: 0303-4528151

# ایک کامل مشابہت

حافظ محمد مشتاق ربانی

بنی اسرائیل دریا کے ایک کنارے پر توحید پر عمل پیرا ہوتے دکھائی دیتے ہیں، اور دریا عبور کرتے ہی دوسرے کنارے پر پہنچ کر ایک دوسری قوم کی دیکھا دیکھی ایک مصنوعی خدا کی ضرورت محسوس کرنے لگے۔

بنی اسرائیل نے ایک مصنوعی خدا کی ضرورت کس قوم کو دیکھ کر محسوس کی، اس ضمن میں امام قرطبی "الجامع لاحکام القرآن" میں حضرت قتادہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ دریا عبور کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا گزر جس قوم سے ہوا وہ لخم تھی، جو رقہ میں رہتی تھی۔ امام بیضاوی نے "انوار التنزیل واسرار التاویل" میں امام قرطبی کی رائے بیان کرنے کے علاوہ عمالقہ قوم کا ذکر کیا ہے۔

مولانا مودودیؒ تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:

"(فرعون کی قوم سے نجات پانے کے بعد بنی اسرائیل) جزیرہ نمائے سینا کے جنوبی علاقے کی طرف ساحل کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ اس زمانے میں جزیرہ نمائے سینا کا مغربی شمالی علاقہ مصر کی سلطنت میں شامل تھا۔ جنوب کے علاقہ میں موجودہ شہر طور اور ابوزنیمہ کے درمیان تانبے اور فیروزے کی کانیں تھیں، جن سے اہل مصر بہت فائدہ اٹھاتے تھے، اور ان کانوں کی حفاظت کے لیے مصریوں نے چند مقامات پر چھاؤنیاں قائم کر رکھی تھی۔ انہی چھاؤنیوں میں سے ایک چھاؤنی "مفقہ" کے مقام پر تھی۔ راستے میں ان کا گزر "مفقہ" کے مقام سے ہوا، جہاں مصریوں کا ایک بہت بڑا بت خانہ تھا، جس کے آثار اب بھی جزیرہ نما کے جنوب مغربی علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے قریب ایک اور مقام بھی تھا جہاں قدیم زمانے سے سامی قوموں کی چاندی دیوی کا بت خانہ تھا۔ غالباً انہی مقامات میں سے کسی مقام کے پاس سے گزرتے ہوئے بنی اسرائیل کو جن پر مصریوں کی غلامی نے مصریت زدگی کا اچھا خاصا گہرا ٹھپا لگا رکھا تھا، ایک مصنوعی خدا کی ضرورت محسوس ہوئی ہوگی۔"

قرآن شریف میں اس کا ذکر سورۃ الاعراف میں ہے:

"اور بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا، پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی۔ کہنے لگے، اے موسیٰؑ! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا، تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو۔" (آیت:138)

اس بارے میں علامہ اقبال بانگ درا میں نظم "شکوہ" میں فرماتے ہیں۔

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر
خوگر پیکر محسوس تھی انسان کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر؟

اسی طرح نبی اکرم ﷺ جب حنین کی وادی کی طرف جا رہے تھے۔ حنین کی یہ وادی "یاقوت الحموی" کی کتاب "معجم البلدان" کی ایک روایت کے مطابق مکہ مکرمہ کے قریب ہے۔ آپؐ کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر تھا۔ دس ہزار تو وہ تھے، جو فتح مکہ کے موقع پر آپؐ کے ساتھ تھے۔ دو ہزار کا لشکر اور آپ کے ساتھ مل گیا۔ راستے میں ان کا گزر ایک بڑے بیری کے درخت کے پاس سے ہوا۔ اس درخت کے پاس مشرکین سال میں ایک مرتبہ ضرور آتے اس پر اسلحہ لٹکاتے، اس کے پاس قربانی کرتے، اور عبادت کی چند رسومات ادا کرتے، اس درخت کا نام ذات انواط تھا۔ مسلمانوں میں سے چند لوگ جو ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے، اس درخت کو دیکھتے ہی کہنے لگے: اے اللہ کے رسول "اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ انواط" ہمارے لیے بھی کوئی ذات انواط کی طرح کا درخت مقرر کر دیں۔" اس پر نبی اکرم ﷺ برہم ہوئے اور فرمایا کہ یہ وہی بات تم نے دہرائی جو موسیٰؑ کی قوم نے ان سے کہی تھی یعنی

"ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے، جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔" (آیت:138)

پھر آپؐ نے فرمایا جو ترمذی شریف میں ابوواقد اللیثی کی روایت سے منقول ہے۔

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم ضرور پہلی امتوں کے طریقہ پر چلو گے"۔

ان مذکورہ بالا واقعات میں کس قدر گہری مشابہت ہے۔ بخاری شریف "الاعتصام بالکتاب والسنۃ" میں حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"تم لوگ پہلے لوگوں کی طرح ہو جاؤ گے بالشت کے بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ (یعنی بالکل برابر) حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں جائیں گے تو تم بھی اس میں جاؤ گے۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں (جن کے ہم پیرو ہوں گے) فرمایا کہ اور کون۔"

واضح رہے کہ اس قسم کی خرافات اور شرکیہ اعمال کئی ممالک میں اب بھی پائے جاتے ہیں، جیسا کہ احمد مصطفیٰ المراغی نے مصر میں "شجرۃ الحنفی" اور "ست المنصورہ" کا ذکر کیا ہے۔ یاد رہے شجرۃ الحنفی کو اکھاڑ دیا گیا ہے۔ میرے بہت ہی قریبی دوست اپنے بچپن کا ایک دلچسپ قصہ سناتے ہیں کہ ان کی خالہ کے ہاں اولاد نہ تھی۔ وہ اپنی خالہ کے ساتھ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ جن کے ابیات بہت مشہور ہیں، کے دربار پر گئے، اصل میں وہاں ایک بیری کا درخت تھا جس کے نیچے وہ لوگ جو بے اولاد ہوتے، اپنی چادریں بچھاتے، ان کا تصور یہ تھا کہ اگر چادر پر کوئی بیر گر پڑے تو ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اسی طرح ان کی خالہ نے بھی اپنی چادر بچھادی۔ صبح سے لے کر شام تک بیر گرنے کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ آخر کار میرے اس دوست نے تنگ آ کر جب ان کی خالہ کا چہرہ دوسری طرف ہوا، تو ایک بیر نیچے سے اٹھا کر چادر پر رکھ دیا، ان کی خالہ بہت خوش ہوئیں، اور انہوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں، لیکن میرا یہ دوست اندر سے خوف زدہ رہا کہ اگر خالہ کو معلوم ہو گیا کہ بیر میں نے رکھا تو وہ اس کی ضرور پٹائی کرے گی۔

اسی طرح میرے ایک رفیق کار جو جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورہ کے ہیں وہ پیر وارث شاہ جن کی کتاب ہیر رانجھا ہے، کے دربار کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہاں ایک "ون" کا درخت تھا، جس کے بارے میں لوگوں کا خیال تھا کہ اس درخت کے اڑھائی پتے کوئی کند ذہن کھائے تو وہ ذہین ہو جاتا ہے۔ وہ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ اس "ون" کے درخت سے قبل وہاں ایک بیری کا درخت تھا، جس سے لوگوں نے اسی طرح کا تصور وابستہ کیا ہوا تھا۔ لیکن دربار کی تعمیر کی وجہ سے اب یہ درخت وہاں نہیں ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمان ہو کر بھی لوگ طرح طرح کی خرافات اور شرکیہ اعمال میں پڑے ہوئے ہیں، اور توحید کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے۔ درباروں اور مزاروں پر لوگ سجدے کرتے دکھائی دیتے ہیں، حالانکہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ اسی طرح ان مقامات پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہتے ہیں، حالانکہ ایسے اقدامات اللہ تعالیٰ سے انتہائی دوری کے موجب ہیں۔

## اگر اسلام کی سربلندی کے لیے

# ہم نے آزادی سے فائدہ نہ اٹھایا تو......

**محمد رشید عمر**

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یہودیوں کے بڑے ظلم کے سبب ہم نے بعض پاکیزہ چیزیں کہ ان کے لیے حلال تھیں ان پر حرام فرما دیں۔ اور اس لیے کہ انہوں نے بہتوں کو اللہ کی راہ سے روکا۔ اور اس لیے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے اور لوگوں کے مال ناحق کھاتے اور ان میں جو کافر ہیں، ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (النساء:160,161)

بنی اسرائیل کے جن بڑے جرائم کا اس مقام پر بطور خاص ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہیں۔ (1) اللہ کی راہ میں رکاوٹ بننا (2) سود خوری (3) لوگوں کا مال ناحق ہڑپ کر جانا۔ دوسرے مقامات پر ان کے جرائم کی فہرست میں انبیاء کا قتل بھی شامل ہے۔ بنی اسرائیل کے جرائم کے حوالے سے ہم اپنے حالات کا جائزہ لیں تو اس فرد جرم کا انطباق اہل پاکستان پر بھی ہوتا نظر آتا ہے۔ یہ ملک عزیز اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا لیکن ہم نے یہاں نفاذ اسلام کا کام نہیں کیا۔ چنانچہ آج ملکی سطح پر سودی معیشت پر مبنی نظام چل رہا ہے، اور اربوں کے قرضے ہڑپ کر جانے والوں کا کام دھڑلے سے جاری ہے۔ مزید جرائم کی فہرست بھی بہت لمبی ہے اور سزا بھی ویسی ہی جاری ہے۔ پاکیزہ نعمتیں جو ہمیں اللہ نے عطا کیں، وہ ایک ایک کر کے ہم سے واپس لے رہا ہے۔ عزت و وقار ہی کو لے لیجیے۔ بیرونی ممالک ہماری پالیسیوں کی وجہ سے ہماری کیا عزت ہے؟ ہم نے یہود و نصاریٰ کو دوست بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا تھا۔ ہم ان کے توسط سے عزت ڈھونڈتے ہیں۔ وہ ہمیں ذلیل کر رہے ہیں۔ بجلی اور گیس اللہ کی نعمتیں تھیں۔ ہم نے ان نعمتوں کے استعمال سے کارخانے اور فیکٹریاں لگائیں، منافع کمایا، لیکن اس دولت کو عیاشیوں اور فضول خرچیوں میں استعمال کیا۔ بجلی کے استعمال سے ہم نے شادی بیاہ کی تقریبات میں ساری ساری رات اپنی ماؤں اور بہنوں کو نچوایا۔ اس بجلی کے استعمال سے ہم نے اپنا طرز زندگی ہی بدل ڈالا۔ راتوں کو جاگنا، صبح نہ نماز کی فکر، نہ قرآن پاک کی تلاوت، ہم نے بجلی کی نعمت کے ذریعے تھیٹر اور سینما چلائے، بجلی کی نعمت کے ذریعے انٹرنیٹ کیفے چلائے، مساج سنٹر چلائے، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے عریانی اور فحاشی پھیلائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قلت پیدا کر کے ہمیں جھنجھوڑا کہ بغاوت اور سرکشی سے باز آجاؤ۔

یہ ملک عزیز، ہمیں اللہ نے عطا فرمایا۔ اس کے لیے ہم نے لاکھوں جانوں کی قربانی دی، مال اور املاک گنوائے۔ لیکن جس مقصد کے لیے یہ حاصل کیا تھا وہ کام ہم نے نہیں کیا۔ ہم وعدہ خلافی میں بنی اسرائیل سے بھی بڑھ گئے۔ چنانچہ اس کی سزا ہمیں یہ ملی کہ وہ ہندو جو صدیوں ہماری محکومی میں رہے، ہمارے نوے ہزار جوان ان کی قید میں چلے گئے، اور ہم نے انتہائی اہانت آمیز طریقے سے ملک کا بٹوارا کرا دیا۔ اس خرابی میں جس نے جتنا حصہ ڈالا، اتنی ہی سزا کا مستحق ٹھہرا۔ اور جو بڑی قیادتیں اس ظلم کا ذریعہ بنی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو عبرت کا سامان بنا کر رکھ دیا۔ غور کیجیے۔

1۔ مجیب الرحمٰن پورے خاندان سمیت سوائے دو بیٹوں کے گولیوں سے اڑا دیے گئے۔

2۔ اندرا گاندھی اور اس کے بیٹے قتل کر دیے گئے۔

3۔ ذوالفقار علی بھٹو نے پھانسی کی سزا پائی اور اس کی اولاد ایک ایک کر کے قتل کر دی گئی۔

انہی عبرت ناک انجام سے دوچار ہونے والوں کی باقیات آج اقتدار پر قابض ہیں۔ وہ مسلسل وعدہ خلافیوں اور جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ ملکی دولت اور وسائل کو اپنی ہوس اقتدار کا شکار بنا رہے ہیں۔ عوام اتنے بھولے ہیں کہ ان کی جھوٹی تسلیوں اور بڑھکوں پر ان کو اپنا ہیرو بنا رہے ہیں۔ یہ لیڈر دھوکے باز اور وعدہ خلاف بن کر ملک پر مسلط ہیں اور عوام ہیں کہ ان کی اصلیت کو پہچانتے ہی نہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بقیہ پاکستان کا مستقبل بھی داؤ پر لگا ہوا ہے۔

ابھی تک اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی حفاظت کے لیے خصوصی فضل سے ایٹمی تحفظ عطا کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نااہل قیادت اور معاشی کھوکھلے پن کے باوجود کوئی مائی کا لال پاکستان پر حملے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ کی طرف سے خصوصی حفاظتی نظام ہے، جو اس ملک میں رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اگر ہم نے اپنی روش نہ بدلی تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حفاظتی ڈھال سے بھی محروم کر دے۔

اس سلسلے میں دو امکانات ہیں۔

1۔ بیرونی سازش۔ ممبئی کیس جیسے معاملے میں اسلام دشمن اتحاد ہماری نااہل قیادت کے ہاتھ پاؤں اس طرح باندھ دے کہ یہ اُن کے مطالبات بلاچوں وچراں ماننے پر مجبور ہو جائیں۔

2۔ ملکی سطح پر مختلف سیاسی پارٹیوں میں مخالفت بڑھا کر، اقتدار کی محرومی سے ڈرا کر یا اقتدار کی دستیابی کی ضمانت کے لالچ میں ان سے من مانی شرائط تسلیم کروا لیں، جس میں ایٹمی قوت پر اپنے اختیار کی شرط بھی شامل ہو سکتی ہے۔

خدا نہ کرے، اگر ہم سے یہ حفاظتی چادر چھن جاتی ہے، تو پھر یہود و نصاریٰ اس ملک عزیز کا کیا حال کریں گے، اس قبیح منظر کو جاننے کے لیے ماضی میں جھانکنے کی کوشش کیجیے اور دیکھیے۔ جگر کٹ رہا ہے اور ہاتھوں سے تاریخ کی کتابوں کے اوراق پلٹ رہا ہوں، تاکہ وہ مناظر آپ کے سامنے رکھ سکوں کہ جہاں غیر مسلم قوتوں کو مسلمانوں پر غلبہ حاصل ہوا، انہوں نے کیا کیا۔

سپین پر جہاں آٹھ سو سال مسلمان حکمران رہے، جب اسلامی اقتدار ختم ہو گیا تو مسلمانوں کو مٹانے کا آخری مرحلہ شروع ہوا۔ "بے شمار مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنایا گیا۔ ایک بڑی تعداد نے موت کے ڈر سے خنجر نما صلیب گلے میں لٹکالی۔ عربی زبان، عربی لباس، اسلامی ثقافت کی ہر نشانی کھرچ دی گئی۔ شراب اور لحم خنزیر کا استعمال ضروری ٹھہرا۔ کیونکہ مسلمانوں کی پہچان اور کسی وجہ سے ہو نہ ہو لحم خنزیر سے اجتناب کی وجہ سے ضرور ہو جاتی ہے۔"

روسی حکمرانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوا۔ ملاحظہ کیجیے: "مسجدیں بند کرنے کے لیے مکارانہ ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ سب سے پہلے مسجدوں اور مدرسوں کے اوقاف ضبط کر لیے گئے۔ اس طرح مسجدیں اور دینی درسگاہیں اپنے وسائل زندگی سے محروم ہو گئیں۔ پھر مسجدوں پر بھاری ٹیکس عائد کر دیے گئے۔ جب لوگوں نے چندہ جمع کر کے ٹیکس ادا کیا تو چندہ دینے والوں پر وظیفہ ٹیکس لگا دیا گیا۔ علانیہ کہا جانے لگا، جو لوگ مسجدوں کا ٹیکس دیتے ہیں، انہوں نے خزانے چھپا رکھے ہیں۔ ہم یہ خزانے ان سے اگلوائیں گے۔ اب مسجد کا ٹیکس ادا کرنے کی جرأت کون کرتا؟ چنانچہ جب مقررہ میعاد میں ٹیکس ادا نہ ہوتا تو ایک ہفتے بعد مسجد پر جرمانہ عائد کر دیا جاتا۔ ادھر جو لوگ نماز پڑھتے ان پر نمازی ٹیکس عائد کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ

گھروں میں نماز پڑھنے لگے اور مسجدیں ویران اور بے آباد ہو گئیں۔ جب کوئی مسجد اس طرح ویران ہو جاتی تو ایک روز کمیونسٹ اس میں جمع ہوتے اور ایک قرار داد منظور کرتے کہ یہ مسجد بے کار اور ویران پڑی ہے۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ اس کو کسی رفاہی کام میں استعمال کرے۔ اور کمیونسٹ مسجد پر قبضہ کر کے یا تو اسے شہید کر دیتے یا اصطبل، کلب اور رقص گھر وغیرہ میں بدل دیتے۔"

"مفلس مسلمان خاندانوں کی عورتوں کو مسخر کرنا آسان تھا، کیونکہ افلاس بھی تھا اور جہالت بھی۔ کمیونسٹوں نے ان کی ان دونوں کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا۔ انہیں کلب گھروں میں بلایا جانے لگا۔ عورتیں خوش ہوئیں کہ آزادی مل گئی۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ مسلمان گھرانوں میں بغاوت شروع ہو گئی اور نوجوان عورتیں اور لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر اشتراکی ہوسٹلوں میں رہنے لگیں۔ اس سلسلے میں کمیونسٹ دور کی ابتدا کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مسلمان کی بیوی ایک رات اچانک غائب ہو گئی۔ وہ تلاش میں مارا مارا پھرا۔ آخر اس نے اپنی بیوی کو آزاد عورتوں کی قیام گاہ پر ڈھونڈ نکالا۔ اس نے حکام سے اپنی بیوی مانگی۔ انہوں نے اسے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ راستے میں وہ ایک دوست کے پاس رات گزارنے ٹھہر گیا۔ صبح ہوئی تو اس دوست کی بیوی بھی غائب تھی۔" ("سقوط بغداد سے سقوط ڈھاکہ تک" از میاں محمد افضل صفحہ 230 تا 232)

ہندوستان پر جب انگریز حکمران تھے تو وہ دہلی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر قرآن مجید کے نسخے رکھ دیتے اور مسلمانوں کو ان کے اوپر سے گزر کر مسجد میں داخل ہونے پر مجبور کیا جاتا۔

آج کے ہندوستان میں اقلیتوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے، وہ آئے روز اخبارات کی سرخیاں بنتا رہتا ہے۔ ایودھیا کی مسجد ڈھانے کا تکلیف دہ واقعہ ابھی ذہنوں سے بھولا نہیں۔ عراق کی تباہی اور لوٹ مار کر سلسلہ ابھی امریکیوں کے ہاتھوں جاری ہے۔ اسلام اور انسانیت کے ان دشمنوں کی طرف سے ابوغریب جیل میں بے بس مسلمان قیدی مردوں اور عورتوں کے ساتھ جو ظلم و ستم روا رکھے گئے، وہ بھی دور کی باتیں نہیں ہیں۔ گوانتاناموبے جیل میں اپنوں کے ہاتھوں ڈالروں کے عوض فروخت شدہ بے گناہ قیدیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا وہ ناقابل بیان ہے۔ اس جیل میں اور بگرام جیل میں (نعوذ باللہ) قرآن مجید کے اوراق ٹائلٹ میں استعمال کے لیے مسلمان قیدیوں کو دیے گئے۔

قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ یہود و نصاریٰ تم (مسلمانوں) سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو۔

یہ چند سطور اس لیے قارئین کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں کہ خدانخواستہ اگر مسلم دشمن قوتوں کا قبضہ اس ملک عزیز پر ہو جاتا ہے تو کیا کیا مناظر دیکھنے پڑیں گے، اور کیا بے بسی کا عالم ہوگا۔ کیا ہم ایسے وقت کے آجانے پر راضی ہو سکتے ہیں۔ یقیناً جواب "نہیں" میں ہوگا۔ لیکن جس طرح ہم نے اللہ اور رسول ﷺ کو پیٹھ دکھائی ہوئی ہے، اس طرز عمل کی وجہ سے خاکم بدہن متوقع صورت حال پیش آ سکتی ہے۔ بقول بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے عذاب میں گرفتاری سے بچنے کے لیے ہمیں لازمی طور پر تین کام کرنے ہوں گے۔

1۔ رذائل اخلاق سے توبہ
2۔ شریعت محمدی ﷺ پر صدق دل سے عمل
3۔ ملک عزیز میں اسلام کے نظام معاشرت، معیشت اور سیاست کا قیام

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ پہلے دو کام کرنے میں کسی پر کوئی جبر اور پابندی نہیں ہے۔ اگر یہ دو کام ہم کر لیں گے تو تیسرے کے لیے اللہ کی تائید و نصرت شامل حال ہو جائے گی۔ اگر ہم نے آزادی سے یہ فائدہ نہ اٹھایا تو پھر...... شاید آزادی سے محروم کر دیے جائیں...... العیاذ باللہ

## کالم آف دی ویک

# جسٹس افتخار کے جرائم

**انصار عباسی**

تاریخ گواہ ہے کہ قومیں اس وقت صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں جب انصاف جرم بن جائے اور ترقی اور عزت کی بنیاد ناانصافی پر استوار ہو۔ جب سچ کی کوئی قدر نہ ہو اور جھوٹ باعث شرمندگی نہ رہے۔ اخلاقی پستی کے ایسے ہی عالم میں پاکستان کی تاریخ نے ایک ایسے "مجرم" کو جنم دیا جس نے معاشرہ کو تباہی کی دلدل میں دھکیلنے والے عاقبت نااندیش کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ جس نے پسے ہوئے طبقے کی آواز سن کر ان کے دکھوں کا مداوا کرنے کی کوشش کی اور طاقتور کے سامنے جھکنے سے انکار کیا۔ جس نے اس ملک میں پہلی مرتبہ انصاف کی سربلندی اور آزاد عدلیہ کی جھلک دکھائی اور ستائے ہوئے لوگوں کو زندہ رہنے کے حق کی امید دلائی۔ جس نے مفاد پرست اور طاقتور طبقہ کی لوٹ کھسوٹ کا حصہ بننے سے انکار کرتے ہوئے قانون کی بالادستی کا عملی مظاہرہ کیا اور بغیر کسی خوف اور ڈر کے بڑوں کی غلط کاریوں کو چیلنج کیا۔ بلاشبہ اس "مجرم" چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کے "جرائم" کی فہرست بہت طویل ہے۔ اس لمبی فہرست میں سے میں یہاں اختصار کے ساتھ افتخار محمد چودھری کے ایسے "جرائم" کو پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جس سے شاید ہمیں ان کی بحالی کے لیے کھڑی رکاوٹوں کو سمجھنے میں مدد ملے۔

جرم نمبر 1۔ 8 اگست 2006 کو سپریم کورٹ نے پاکستان اسٹیل ملز کی انتہائی شرمناک انداز میں کی جانے والی نجکاری کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے پاکستان کو تاریخ کی سب سے بڑی ممکنہ سرکاری ڈکیتی سے بچایا۔ ایک اندازے کے مطابق 250 ارب روپے مالیت کی اس قومی امانت کو صرف 21 ارب روپے میں فروخت کرنے کی کوشش کی گئی لیکن سپریم کورٹ کے فیصلے نے کئی بڑوں کو راتوں رات اربوں روپے کمانے سے محروم کر دیا۔

جرم نمبر 2۔ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے از خود نوٹس لیتے ہوئے سینکڑوں گمشدہ افراد کا مقدمہ خود سنا اور لگاتار پرویز مشرف حکومت، آئی ایس آئی اور دوسرے اہم سیکورٹی کے اداروں پر دباؤ رکھا کہ ایسے تمام افراد کو بازیاب کرایا جائے جن کو یا تو ایجنسیوں نے اٹھایا تھا یا غیر قانونی طور پر امریکا کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ جسٹس افتخار نے اس مقدمہ میں کہا کہ کسی شخص کو عدالت میں پیش کیے بغیر نہ تو کسی دوسرے ملک کے حوالے کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ایجنسیاں ان کو اپنے پاس رکھ سکتی ہیں۔ گمشدہ افراد کے مقدمے نے ایجنسیوں، مشرف اور حتیٰ کہ امریکا کو جسٹس افتخار کا دشمن بنا دیا۔

جرم نمبر 3۔ 8 اکتوبر 2007 کو چیف جسٹس افتخار نے سی ڈی اے کو حکم دیا کہ وہ اسلام آباد چک شہزاد میں ایسے تمام فارم ہاؤس کی الاٹمنٹ منسوخ کر دے جن کو مقتدر اور بااثر طبقہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے رہائشی مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اسلام آباد کا بھی

علاقہ ہے جہاں مشرف، شوکت عزیز، جنرل احسان، محمد میاں سومروں اور بہت سے دوسرے بااثر افراد نے اپنی رہائش کے لیے جگہ خرید رکھی تھی جبکہ قواعد کے مطابق اس جگہ کو رہائشی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جرم نمبر 4۔ جنرل مشرف اور بے نظیر بھٹو کے درمیان ہونے والے معاہدہ کے نتیجے میں نافذ کیے گیے انتہائی متنازع NRO پر چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے عمل درآمد روک دیا جس کی وجہ سے آج بھی صدر آصف علی زرداری افتخار چودھری سے خائف ہیں۔

جرم نمبر 5۔ چیف جسٹس افتخار نے اسلام آباد میں وفاقی سیکرٹریوں کو دو دو پلاٹ دینے کی حکومتی پالیسی کے خلاف ازخودنوٹس لیتے ہوئے اس پالیسی پر عمل درآمد روک دیا۔ جسٹس افتخار کا سوال تھا، آیا بڑے بڑے افسران اور ملک کی اشرافیہ کو حکومتی زمینیں ریوڑیوں کی مانند بانٹنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

جرم نمبر 6۔ 21 اکتوبر 2006ء کو سپریم کورٹ نے حکومت کے اس فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا جس کے مطابق گوادر میں وزراء، قومی وصوبائی اسمبلیوں کے ممبران، سینیٹرز اور ججوں کے لیے رہائشی و کمرشل پلاٹوں کا ایک اسپیشل کوٹہ مخصوص کیا گیا تھا۔

جرم نمبر 7۔ سندھ کے مشہور منو بھیل کیس کا ازخود نوٹس لیتے ہوئے چیف جسٹس افتخار نے منو بھیل کے خاندان کے افراد کو انتہائی بااثر افراد کے قبضے سے رہائی دلوانے کے لیے پولیس کو حکم دیا اور مجرموں کو گرفتار کروایا۔

جرم نمبر 8۔ ساٹھ ارب روپے مالیت کے متنازع نیو مری پروجیکٹ کے خلاف حکم امتناعی دیا اور مری کے سب سے قیمتی جنگلات کو کٹنے سے بچایا، یہ پروجیکٹ طاقتور لینڈ مافیا کے کہنے پر اس وقت کی حکومت نے تیار کیا تھا۔

جرم نمبر 9۔ جنرل مشرف کی ناراضی مول لیتے ہوئے چیف جسٹس نے لاہور میں بسنت اور پتنگ بازی پر پابندی لگا دی، کیونکہ اس سے درجنوں قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ 25 اکتوبر 2005ء کو پتنگ بازی پر مکمل پابندی عائد کی گئی اور لاہور اور پنجاب کے عام شہریوں نے سکھ کا سانس لیا۔

جرم نمبر 10۔ ازخودنوٹس لیتے ہوئے جنرل مشرف کے اس وقت کے ایک دوست کو اسلام آباد میں F-7 سیکٹر میں کچی آبادی گرا کر کمرشل پلازہ بنانے کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا۔

جرم نمبر 11۔ 27 جون 2006ء کو سپریم کورٹ نے ونی جیسی روایات جس میں کم عمر بچیوں کو ان کے عزیزوں کی طرف سے کیے گیے جرم کے بدلے میں دوسری پارٹی کے افراد سے شادی پر مجبور کیا جاتا ہے، کو غیر اسلامی قرار دیا۔ سپریم کورٹ نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ معاشرے کے بااثر افراد جن میں قومی وصوبائی اسمبلیوں کے ارکان بھی شامل ہیں ان مضحکہ خیز اور غیر اسلامی روایات کو اپنے علاقوں میں تقویت دے رہے ہیں۔

جرم نمبر 12۔ 14 ستمبر 2006ء کو سپریم کورٹ نے کراچی سٹی گورنمنٹ کی اس درخواست کو مسترد کر دیا جس کے مطابق کراچی شہر کی چھ اہم ترین شاہراہوں سے ملحقہ پلاٹوں کو تجارتی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی خواہش ظاہر کی گئی تھی۔

جرم نمبر 13۔ 5 جولائی 2007ء کو سپریم کورٹ نے حکومت پنجاب کو غیر قانونی طور پر تعمیر کی گئی اونچی اونچی تجارتی عمارتوں کو گرانے کا حکم دیا۔

**افتخار چودھری کا ایک "جرم" یہ ہے کہ انہوں نے انتہائی متنازع NRO پر عمل درآمد روک دیا جس کی وجہ سے آج بھی صدر آصف علی زرداری اُن سے خائف ہیں۔**

جرم نمبر 14۔ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے مری میں ایک غیر قانونی طور پر تعمیر شدہ بلڈنگ کے گرنے اور 5 افراد کے جاں بحق ہونے کا ازخود نوٹس لیتے ہوئے پنجاب حکومت کو مری میں ایسی تمام عمارتیں گرانے کا حکم دیا جو غیر قانونی طور پر بلڈنگ By laws کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر کی گئیں۔

جرم نمبر 15۔ سپریم کورٹ نے ازخود نوٹس لیتے ہوئے اسلام آباد کے فاطمہ جناح پارک میں ایک عالمی Fast food chain کو out let دیے جانے کے حکومتی فیصلے کو کالعدم قرار دیا۔

جرم نمبر 16۔ اس وقت کے حکمرانوں کی خواہش پر ایک بااثر شخص کے لیے اسلام آباد کے ایک پارک کو منی گالف کلب میں تبدیل کرنے کے حکومتی فیصلے کو بھی سپریم کورٹ نے روک دیا۔

جرم نمبر 17۔ لاہور گلبرگ میں ڈونگی گراؤنڈ جو علاقہ میں بچوں اور عام افراد کے لیے واحد تفریح کی جگہ ہے، کو اس وقت کی حکومت نے تجارتی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے وہاں ایک کمرشل multi storey بلڈنگ اور سینما ہاؤس بنانے کا پروگرام بنایا۔ چیف جسٹس افتخار نے اس فیصلے کو کالعدم قرار دیا، تاکہ بچوں اور علاقہ کے افراد کو اس گراؤنڈ سے محروم نہ کیا جاسکے۔

جرم نمبر 18۔ 3 نومبر 2007ء کو اس وقت کے آرمی چیف جنرل مشرف کی طرف سے نافذ کیے گیے PCO کو کالعدم اور غیر آئینی قرار دیا۔

جرم نمبر 19۔ بے نظیر بھٹو کی درخواست پر 27 جولائی 2007ء کو سپریم کورٹ نے تمام اہل ووٹرز کی رجسٹریشن کے لیے الیکشن کمیشن کو ہدایات دیں تاکہ کروڑوں افراد کو ان کے حق رائے دہی سے محروم نہ کیا جاسکے۔

جرم نمبر 20۔ 26 جولائی 2007ء کو سپریم کورٹ نے انسانی اعضاء کی پیوندکاری کا غیر قانونی کاروبار کرنے والے افراد اور ڈاکٹروں کے خلاف حکومت کو فوری قانون سازی کرنے کی ہدایت کی تاکہ انسانی جانوں سے نہ کھیلا جاسکے۔

جرم نمبر 21۔ سینکڑوں کیسوں میں عام شہریوں کی درخواست پر چیف جسٹس افتخار نے ازخودنوٹس لیتے ہوئے پاکستان بھر سے پولیس اور انتظامیہ کی اعلیٰ عہدیداروں کی سرزنش کی اور ان کو ہدایات جاری کیں، تاکہ عام لوگوں کے دکھوں کا مداوا ہوسکے۔

جرم نمبر 22۔ صحافیوں کے ساتھ زیادتیوں کے کئی واقعات کا ازخودنوٹس لیتے ہوئے ضروری ہدایات جاری کیں، ایسے ہی ایک کیس میں دی نیوز کے تجربہ کار صحافی اور کرائم رپورٹر شکیل انجم کو اسلام آباد پولیس کی طرف سے tripple murder case میں ملوث کرنے کا ازخودنوٹس لیا اور فوری انکوائری کا حکم دیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ شکیل انجم کو قتل کے جھوٹے مقدمے میں ملوث کرنے کی سازش کی گئی تھی، تاکہ اس کو پولیس کی زیادتیوں کے خلاف خبریں دینے پر سزا دی جاسکے۔

29 ستمبر 2007ء کو اسلام آباد میں پولیس کی طرف سے صحافیوں اور وکیلوں کے خلاف لاٹھی چارج، شیلنگ اور بہیمانہ مار پیٹ پر اس وقت کی حکومت خاموش تماشائی بنی رہی، مگر چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے یکم اکتوبر 2007ء کے اس واقعہ کا ازخودنوٹس لیتے ہوئے اس وقت کے آئی جی پولیس اسلام آباد کو Suspend کر دیا۔ یہ بھی افتخار چودھری کا ایک سنگین "جرم" تھا۔

محتسب کی خیر، اونچا ہے اسی کے نام سے
رند کا، ساقی کا، مے کا، خم کا، پیمانے کا نام

(بشکریہ روزنامہ "جنگ")

## حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

7 جنوری 2009ء کو تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی تمرگرہ ضلع دیر کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام منعقد ہوا۔ یہ پروگرام نماز عصر سے شروع ہو کر اگلے روز صبح تک جاری رہا۔ اس پروگرام میں تقریباً 100 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ بعد از نماز عصر سوات کے رفیق علی شیر نے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کے حوالے سے بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال بیان کیے۔ نماز مغرب کے بعد خالد محمود عباسی نے نظام خلافت پر مدلل تقریر کی جس کا عنوان تھا ”خلافت کیا، کیوں اور کیسے“؟ آخر میں انہوں نے حضور کریم ﷺ کی وہ مبارک احادیث بیان کیں جن میں تمام دنیا پر اسلامی نظام کے غلبے کی پیش گوئیاں کی گئی ہیں۔

نماز عشاء کے بعد شوکت اللہ نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضور پاک ﷺ کی سیرت پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ اسلامی تہذیب کے مقابلے میں دنیا کی کوئی تہذیب انسانی فطرت سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ درس حدیث کے بعد نظام العمل پر مذاکرہ ہوا اور اس بات پر اطمینان ظاہر کیا گیا کہ ہمارے اکابرین نے نظام العمل کی شکل میں ہمیں جو طریقہ کار دیا ہے اگر ہم اس پر عمل کریں گے تو دین کا کام ضرور آگے بڑھے گا۔

رفقاء و احباب نے رات مرکز میں گزاری۔ نماز تہجد اور فجر کے بعد درس قرآن ہوا جو حافظ احسان اللہ نے سورۃ القیامہ کے حوالے سے دیا۔ مدرس نے حاضرین میں فکر آخرت اور آخروی تیاری کا احساس اجاگر کیا۔ درس قرآن کے بعد ساتھی مختلف ٹولیوں میں تقسیم ہوئے اور ایک دوسرے کو آخری پارے کی آخری بیس سورتیں سنانے لگے، تاکہ تجوید کی کوئی غلطی ہو تو دور کی جا سکے۔ اس کام میں قاری صاحبان نے رہنمائی کی۔ ساڑھے آٹھ بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ اس کے بعد ناشتہ ہوا اور رفقاء و احباب ایک نئے جذبے کے ساتھ رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبول فرما کر مزید کی توفیق دے۔ آمین (مرتب: احسان الودود)

## تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی سے تعلق رکھنے والے رفیق تنظیم میاں راحت گل کی وفات پر ان کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے رفقاء کی ایک ٹیم دیر کے لیے روانہ ہوئی۔ حلقے کے معتمد شاہ وارث، ناظم تربیت احسان الودود، ناظم دعوت فیض الرحمٰن، راقم الحروف اور دیگر کئی رفقاء اس ٹیم میں شامل تھے۔ راستے میں کئی اور رفقاء بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔ ہم لوگ نماز عصر سے پانچ منٹ پہلے مرحوم راحت گل کے گاؤں کندیکار پہنچے۔ مرحوم کے بڑے بیٹے سہیل احمد سے ملاقات کی، اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی۔ بعد ازاں سہیل احمد نے کہا کہ فرائض دینی کے جامع تصور، جس پر والد صاحب نے لبیک کہی تھی، اور جسے عام کرنے کے لیے وہ دن رات کوشاں رہے، اُسے ہماری مسجد میں بیان کیا جائے تو بہت سوں کا بھلا ہو گا۔ اس سے ہمارے ہاں آئے ہوئے مہمانوں اور رشتہ داروں تک بھی یہ دعوت پہنچے گی۔ چنانچہ نماز عصر کے فوراً بعد شاہ وارث نے مختصر گفتگو کی اور امیر حلقہ کا خصوصی پیغام بھی سنایا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے ”حقیقت ایمان“ کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ اس خطاب میں ایمان کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، ایمان کا اسلام کے ساتھ تعلق، ایمان کے دو درجے اور ایمانیات ثلاثہ کو زیر بحث لایا گیا۔ اس کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعد میں محترم فیض الرحمٰن نے ”عبادت رب“ پر گفتگو کی۔ نماز عشاء کے بعد شاہ وارث نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اس وقت ہم مغرب کی فکری اور سیاسی غلامی کے دور سے گزر رہے ہیں اور حدیث رسول ﷺ کی رو سے اب جو دور آنے والا ہے، وہ اسلام کے غلبے کا دور ہو گا۔ رات کو مرحوم کے حجرے پر ان کے بیٹوں اور رشتہ داروں سے دینی حوالے سے گفتگو ہوتی رہی۔ مرحوم کے بیٹے سہیل احمد نے وفد کا شکریہ ادا کیا اور اس عزم کا بھی اظہار کیا کہ والد صاحب نے گاؤں میں تنظیم کا جو پودا لگایا تھا وہ ان شاء اللہ تناور درخت بنے گا۔ اقامت دین کے اس کام میں ہم سب خاندان والے شریک ہوں گے۔ اگلی صبح نماز فجر کے بعد فیض الرحمٰن نے ”دعوت الی اللہ“ کے موضوع پر بیان کیا۔ آپ کا خطاب سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ اختتام پر دعا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سعی کو مقبولیت کا شرف بخشے اور ہمارے اور ہمارے مرحوم ساتھی کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ (آمین) (مرتب: ابوکلیم نبی محسن)

## کراچی میں ایک سالہ قرآن فہمی کورس کی تقریب تقسیم اسناد

17 جنوری 2009ء کو انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کے زیر اہتمام چودھویں ایک سالہ قرآن فہمی کورس کے سلسلہ کی اختتامی تقریب تقسیم اسناد منعقد کی گئی۔ تقریب کا آغاز 10 بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مہمان خصوصی ناظم قرآن اکیڈمی یاسین آباد جناب اشفاق حسین تھے۔ تقریب میں یاسین آباد، ڈیفنس اور جوہر اکیڈمیوں کے سال 1428ھ، 1429ھ کے طلبہ شریک تھے۔ طالبات کے لیے علیحدہ انتظام تھا۔ انجینئر نوید احمد نے قرآن اکیڈمی کے تحت ایک سالہ قرآن فہمی کورس کا پس منظر اور اغراض و مقاصد بیان کیے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت دین اسلام مغلوب ہے۔ امت مسلمہ بدترین زوال سے دوچار ہے۔ اس کورس کا مقصد اسلام کا حرکی تصور زندہ کرنا اور احیائے اسلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ آج عالمی سطح پر مغربی تہذیب کا غلبہ اور مغربی سیکولر نظام کا دور دورہ ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام بھی اسی دجالی تہذیب اور بے خدا نظام کو سپورٹ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے خالق کی بجائے کائنات، آخرت کی بجائے دنیا اور روح کی بجائے جسم پر ہی ساری توجہ مرکوز ہو کر رہ گئی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پھر سے دلوں میں ایمان و یقین پیدا کیا جائے۔ انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیت 139 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سربلندی مسلمانوں ہی کے لیے ہے، مگر اس کی شرط ایمان ہے، اس شرط کو پورا کیے بغیر وہ عروج و اقبال حاصل نہیں کر سکتے — ایمان کا سب سے بڑا ذریعہ تمسک بالقرآن ہے۔ مگر اس معاملے میں مسلمان غفلت کا شکار ہیں۔ اور تو اور خود مدارس دینیہ میں بھی قرآن فہمی پر کما حقہ توجہ نہیں دی جاتی۔ اندریں حالات ضرورت اس امر کی ہے کہ افراد قوم بالخصوص جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کو تعلیمات قرآنی سے روشناس کرایا جائے تاکہ وہ معاشرے میں قرآن حکیم کے ذریعے جہاد کر سکیں۔ نوید احمد نے بتایا کہ اکیڈمی کے تحت کہ اب تک 14 ایک سالہ کورس کامیابی سے مکمل ہو چکے ہیں۔ ان کورسز میں 750 سے زائد حضرات و خواتین نے شرکت کی۔ ان لوگوں میں سے 70 سے زائد افراد اس وقت درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ 14 ویں کورس میں مجموعی طور پر 161 افراد نے داخلہ لیا، تاہم 102 نے مکمل شرکت کی، 53 طلبہ نے کامیابی کے ساتھ تکمیل کی اور 49 نے شرکت کی سند حاصل کی۔ انہوں نے طلبہ کو نصیحت کی کہ انہوں نے جو کچھ یہاں سے سیکھا ہے، اُسے آگے پہنچائیں، تاکہ جہاد بالقرآن کی کاوشوں کو آگے بڑھایا جا سکے۔

اس کے بعد اساتذہ کا تعارف ہوا۔ بعد ازاں طلبہ نے اپنے تاثرات بیان کیے۔ یاسین آباد اکیڈمی سے میر رفیق نے کہا کہ میں نے رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۂ قرآن سماعت کی، جس سے تحریک پا کر ایک سالہ کورس میں شمولیت اختیار کی۔ میں نے مختلف اداروں میں کورسز کیے، مگر جو محنت، خلوص، لگن، جاں فشانی اور جذبہ یہاں کے اساتذہ میں دیکھا کہیں اور نہیں دیکھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ امت مسلمہ کی زبوں حالی کا علاج قرآن کے ساتھ اعتصام ہے۔ ہمیں قرآن کی تبلیغ کے لئے بڑی محنت کرنی ہوگی۔ ڈیفنس اکیڈمی سے سید سلمان نے کہا کہ ان کے پاس اپنے جذبات اور اس کورس کی اہمیت و افادیت بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ اس کورس کا موضوع اور عنوان حدیث ((خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ)) ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اساتذہ کرام اور محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو

جزائے خیر دے، جن کے ذریعے ہم پیغام قرآنی سے مطلع ہوئے۔ یاسین آباد اکیڈمی سے نصیر فاروقی نے کہا کہ وہ مقاصد جو انجمن خدام القرآن کے پیشِ نظر ہیں، ان کے حصول کے لئے بڑے مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اللہ پاک ہمارے ان اساتذہ کو جزائے خیر دے، ان جیسی شخصیات خال خال ہی ملتی ہیں۔ انہوں نے یہ تجویز دی کہ جس طرح یونیورسٹیوں میں مختلف چیئرز ہوتی ہیں، اسی طرح اسپانسر کر کے ڈاکٹر اسرار احمد چیئر کی داغ بیل ڈالی جائے، تاکہ وہاں تحقیق کا کام ہو۔ گلستان جوہر قرآن مرکز سے ظفر الطاف نے کہا کہ مجھے پہلی بار فی ظلال القرآن (سید قطب شہید کی تفسیر قرآن۔ ''قرآن کے سایہ'' میں) کے عنوان کا معنی سمجھ آیا۔ انہوں نے کہا کہ میرا یہ خیال تھا کہ یہ کلاس محض عربی گرامر کی کلاس ہوگی، لیکن یہاں آکر دل کے بند دریچے کھلے۔ یہاں میں نے علوم قرآنی میں سے جو کچھ پایا وہ میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اِس کورس میں شرکت کرنے سے میری آنکھیں کھلیں، اور میں پیغام قرآنی سے آگاہ ہوا۔ محترم ظفر الطاف نے کہا کہ میں عمر کے جس حصے میں ہوں اِس میں بالعموم انسان بھولنا شروع ہو جاتا ہے لیکن مجھ پر اللہ کا فضل ہوا ہے کہ میں نے سیکھنا شروع کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پہلے بھی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کتاب ''اسلام کی نشاۃِ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' کئی بار پڑھی، مگر اب جب انجینئر نوید احمد سے پڑھی تو معلوم ہوا کہ جسے کوزہ سمجھ کر پینا چاہا تھا وہ دریا نکلا۔ انہوں نے اِس امید کا اظہار کیا کہ جس طرح دیگر کتابوں کی شرح لکھی جاتی ہے اسی طرح ہو سکتا ہے ڈاکٹر اسرار احمد کی کتابوں کی شرحیں لکھی جائیں اور اللہ کرے کہ یہ کام نوید احمد صاحب کے ہاتھوں ہو۔ گلستان جوہر قرآن مرکز سے جناب عمیر الیاس نے طلبہ ساتھیوں کو یاد دلایا کہ یہ کورس منزل نہیں، بلکہ منزل تک پہنچنے میں معاون ہے۔ انہوں نے کہا کہ اِس کورس سے میں جماعتی زندگی کی اہمیت سے آگاہ ہوا اور تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔

اس کے بعد اشفاق احمد، نوید احمد، شجاع الدین شیخ اور سلیم الدین صاحبان نے طلبہ میں اسناد اور تحائف تقسیم کیے۔ ان کی معاونت عاطف محمود اور عثمان علی نے کی۔ آخر میں مہمان خصوصی اشفاق احمد نے خطبہ صدارت دیا۔ انہوں نے طلبہ اور طالبات کو مبارکباد پیش کی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی محنت اور وقت کے ایثار کو قبول فرمائے، اور انہیں توفیق دے کہ جو علم یہاں حاصل کیا ہے، اسے معاشرے میں پھیلائیں۔ انہوں نے طلبہ سے کہا کہ یہ آپ کے لیے بڑی سعادت کا مقام ہے کہ مادیت کے چنگل میں پھنسے لاکھوں کروڑوں افراد میں سے اللہ پاک نے آپ کو اس کورس کے لئے چنا اور کورس کی تکمیل کا موقع عنایت فرمایا۔ اس احسان پر آپ اللہ کا شکر ادا کریں، اور شکر کا ایک تقاضا یہ ہے کہ اس تعلیم کو دوسروں تک پہنچائیں، اپنا حلقہ تعلیم قائم کریں، قرآن سیکھیں اور سکھائیں، اور اس کے ذریعے بدعات و خرافات، غلط رسومات اور مغربی تہذیب کے خلاف جہاد کریں اور لوگوں کے سامنے دین کا حرکی تصور واضح کریں۔

تقریب تقسیم اسناد کے آخر میں ایک اہم موضوع پر لیکچر کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ لیکچر کا موضوع تھا: ''تمباکو نوشی کے نقصانات''۔ یہ لیکچر پروفیسر ڈاکٹر جاوید خان نے دیا، جو کراچی کے معروف ماہر امراضِ سینہ ہیں۔ اس موضوع کی اہمیت کے متعلق جناب نوید احمد نے بتایا کہ لوگوں کی توجہ بم دھماکوں اور وقتی ہنگاموں اور ان میں ہونے والی ہلاکتوں کی طرف تو ہوتی ہے مگر ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جنہیں تمباکو کے ذریعے بڑے پیمانے پر ہونے والی ہلاکتوں کا احساس ہو جس کا شکار عموماً تمام بنی نوع انسان اور خصوصاً امت مسلمہ ہے۔ جناب ڈاکٹر جاوید نے اپنے لیکچر میں کہا کہ یورپ میں اس سلسلے میں عملی اور سخت قوانین روشناس کرائے گئے ہیں اور انتہائی سختی سے ان پر عمل درآمد کرایا جاتا ہے، مگر افسوس کہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے انتہائی مدلل presentation کے ذریعے مختلف اعداد و شمار بھی پیش کیے۔ انہوں نے کہا کہ سگریٹ چھوڑنے میں سب سے بڑی معاون قوت ارادی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں رہن سہن اور طرز زندگی میں تبدیلی، اور دواؤں کا استعمال بھی شامل ہے۔ اس موقع پر حاضرین میں ''کیا تمباکو کا استعمال حرام ہے؟'' کے موضوع پر انجمن خدام القرآن سندھ کا مرتب کردہ کتابچہ بھی تقسیم کیا گیا۔ اشفاق حسین نے دعا پر تقریب کا اختتام کیا۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

**پریس ریلیز 8 فروری**

## عدلیہ کی بحالی ملک میں نفاذِ اسلام کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے

### اگر ہم نے اسلامی قانون سازی کے عمل میں مزید تاخیر کی تو ہمیں اس کے خطرناک نتائج بھگتنے پڑیں گے

### اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں اور قرارداد مقاصد عہد حاضر کے دجالی نظام کے خلاف بغاوت کا نام ہے

**ڈاکٹر اسرار احمد**

عدلیہ کی آزادی اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ چیف جسٹس حکمرانوں کا نہیں قوانین کا پابند ہوتا ہے۔ عدلیہ کی بحالی ملک میں نفاذِ اسلام کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں ''مایوسی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں امید کی کرن: وکلاء تحریک'' کے موضوع پر سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی دنیا کے سامنے پیش کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے اور اگر ہم نے اسلامی قانون سازی کے عمل میں مزید تاخیر کی تو ہمیں اس کے خطرناک نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وکلاء تحریک پڑھے لکھے مڈل کلاس لوگوں کی انتہائی منظم اور غیر سیاسی تحریک ہے جس نے پاکستان کے وفاقیت کے تصور کو اجاگر کیا ہے۔ انہی غیور وکلاء نے پی سی او ججز کے سامنے پیش نہ ہو کر بہت بڑی معاشی قربانی دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اسلام کے سوشل جسٹس کا پیغام عوام تک نہیں پہنچایا۔ کاش یہ تحریک عدلیہ کی بحالی سے بڑھ کر اسلام کے سوشل جسٹس کی تحریک بن جائے اور اسلام کے عدل اجتماعی کے قیام کو اپنا نصب العین بنا لے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں اور قرارداد مقاصد حاضر کے دجالی نظام کے خلاف بغاوت کا نام ہے اور اس قرارداد میں پورا اسلامی نظام موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قرارداد پاکستان کی اسلامی شقوں پر عمل درآمد نہ کرنے کے چور دروازے بند کیے جائیں۔ انہوں نے وکلاء کے لانگ مارچ اور دھرنہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہماری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ وکلاء کو عدلیہ بحالی تحریک کے لیے صبر، ہمت اور استقامت عطا فرمائے اور اللہ صدر آصف زرداری کو عقل دے دے تو دھرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ اس موقع پر ایک قرارداد کے ذریعے اقوام متحدہ سے محترمہ بے نظیر کے قتل کی تحقیقات کروانے کی مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ کیا عدل اسلامی کی گود عدل فراہم کرنے سے بانجھ ہو چکی ہے۔ ہمارے ملک میں حکومت مسلمانوں کی ہے اور عدل غیر مسلموں سے مانگا جا رہا ہے۔ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ جسٹس افتخار چوہدری کی سربراہی پر مشتمل بنچ محترمہ بے نظیر کے قتل کی تحقیقات کرے۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں وکلاء حضرات موجود تھے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

داعی رجوع الی القرآن، بانی تنظیم اسلامی

صدرِ مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

محترم **ڈاکٹر اسرار احمد** حفظہ اللہ تعالیٰ

## کا شہرۂ آفاق دورۂ ترجمۂ قرآن

بعنوان

# بیانُ القرآن

جو کہ مختلف ٹی وی چینلز سے سیٹلائٹ کے ذریعے نشر ہو کر پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا ہے
اور جس کے ذریعے ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں ایک نمایاں تبدیلی آئی ہے

## کتابی صورت میں شائع ہونا شروع ہو گیا ہے

انجمن خدام القرآن سرحد، پشاور نے اس ''بیانُ القرآن'' کا حصہ اوّل جو سورۃ الفاتحۃ
اور سورۃ البقرۃ، مع تعارفِ قرآن پر مشتمل ہے، شائع کیا ہے

☆ عمدہ طباعت ☆ دیدہ زیب ٹائٹل اور مضبوط جلد ☆ امپورٹڈ پیپر

☆ صفحات: 520 ☆ قیمت: 400 روپے

ملنے کے پتے: ● انجمن خدام القرآن سرحد، پشاور

A-18 ناصر مینشن، ریلوے روڈ نمبر 2، شعبہ بازار پشاور، فون: 2584824,2214495(091)

● مکتبہ خدام القرآن لاہور

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 3-5869501(042)

## النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ایکسرے، ای۔سی۔جی اور الٹرا ساؤنڈ کی جدید اقسام
کلر ڈاپلر، T.V.S ،4-D، ایکو کارڈیو گرافی اور Lungs Function Tests کی سہولیات

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی زیر نگرانی
تصدیق شدہ ادارہ
ISO 9001:2000

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر
عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

### خصوصی پیشکش

مکمل میڈیکل چیک اپ

الٹرا ساؤنڈ (پیٹ)، Lungs Function Tests، ایکسرے (چیسٹ) ای سی جی،
ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ،
بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

### صرف -/2500 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل
کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہو گا۔

نوٹ: لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

B-950 فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph:5163924, 5170077 Fax:5162185

Mob:0300-8400944, 0301-8413933 E-mail:info@alnasarlab.com